یا اللہ مدد | حیات النبی ﷺ زندہ باد | شان رسالت ﷺ زندہ باد | اصلی کلمہ اسلام: لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ | شان صحابہؓ زندہ باد | مقام امام اعظم ابوحنیفہؒ زندہ باد | حق چار یارؓ

اکابرین دیوبند، بالخصوص شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ کے افکار و نظریات کا بے باک ترجمان

مجلّہ صفدر

بفیضان
مظہر شریعت و طریقت قائد اہل سنت وکیل صحابہؓ
حضرۃ مولانا قاضی مظہر حسین نور اللہ مرقدہ
تلمیذ رشید و خلیفہ مجاز شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ

بیاد
محدثِ عرب و عجم آبروئے دیوبند امام اہل السنۃ والجماعۃ
شیخ الحدیث حضرۃ مولانا محمد سرفراز خان صفدر نور اللہ مرقدہ
تلمیذ رشید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ، خلیفہ مجاز: امام الموحدین حضرۃ حسین علی، رئیس المفسرین مولانا حسین علی نور اللہ مرقدہ

مفسر قرآن ولی کامل حضرۃ مولانا صوفی عبد الحمید خان سواتی نور اللہ مرقدہ	فقیہ العصر ترجمان دیوبند حضرۃ مولانا مفتی عبد الشکور ترمذی نور اللہ مرقدہ
شیخ المشائخ امام الاولیاء حضرۃ مولانا خواجہ خان محمد نور اللہ مرقدہ	فخر اہل سنت وکیل صحابہؓ حضرۃ مولانا عبد اللطیف جہلمی نور اللہ مرقدہ
حکیم العصر شہید اسلام حضرۃ مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید نور اللہ مرقدہ	امین ملت مناظر اسلام حضرۃ مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی نور اللہ مرقدہ
پاسبان مسلک احناف شیخ الحدیث حضرۃ مولانا محمد حنیف نور اللہ مرقدہ	ترجمان مسلک دیوبند مولانا نور محمد تونسوی نور اللہ مرقدہ
وکیل صحابہؓ حضرۃ مولانا علامہ علی شیر حیدری شہید نور اللہ مرقدہ	جانشین شہید اسلام المحقق العصر حضرۃ مولانا سعید احمد جلالپوری شہید نور اللہ مرقدہ

بدعا: وکیل صحابہؓ حضرۃ مولانا عبد الستار تونسوی نور اللہ مرقدہ — حکیم العصر شیخ الحدیث حضرۃ مولانا عبد المجید لدھیانوی نور اللہ مرقدہ

سرپرست
پیر طریقت شیخ الحدیث
حضرۃ مولانا حبیب الرحمٰن سومرو صاحب مدظلہ

نگران
وکیل احناف مناظر اسلام
حضرۃ مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی صاحب مدظلہ

مدیر اعلیٰ	مدیر مسئول	مدیر
مولانا جمیل الرحمٰن عباسی	مولانا احسن خدامی	حمزہ احسانی
0301-7790908	0320 4902150	0307-5687800

فی شمارہ: 25...... زر سالانہ: 300 روپے

برائے رابطہ: احسن خدامی، مکان نمبر 4، گلی نمبر 82 محمود سٹریٹ، محلہ سردار پورہ، اچھرہ، لاہور

ترتیب

کھلے مکالمے......اور آزاد مباحثے

اسلامی تاریخ میں دو (۲) کھلے مکالمے اور آزاد مباحثے نمایاں ہیں:

(۱)......مامون کے دربار میں۔ (۲)......اکبر کے دربار میں۔

لیکن ان دونوں سے امت کو انتشار وافتراق اور تلخیوں کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوا۔

مشائخ عظام کی مجالس ذکر کی حیثیت

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی سید عبد الشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

احقر کی سمجھ میں یہ آتا ہے کہ مشائخ عظام کے یہاں یہ مجالسِ ذکر بطور علاج کے ہوتی ہیں اور ان کی تربیت کا یہ حصہ ہیں۔ اسی لیے کسی جگہ یہ ہوتی ہیں کسی جگہ نہیں ہوتیں۔ کیونکہ تربیت کے مختلف طریقے ہیں۔ ایک ہی طریقہ سب کے لیے نہیں ہوتا۔ اس لیے جن مشائخ کے یہاں یہ معمول ہو اُن کو اِس پر عمل کرنا علاج سمجھ کر مفید ہو گا۔ دوسری جگہ ازخود اِس طرح نہ کیا جائے۔ یہ معمولاتِ مشائخ میں سے ہیں، اِن کو سنت نہ سمجھا جائے۔ سنت سمجھ کر اجتماعی ذکر کی مجالس منعقد کرنا اور ان کے لیے تداعی قرآن وسنت کی روشنی میں مکروہ ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ [فتویٰ جاری کردہ: ۲۲رصفر ۱۴۱۵ھ] [تحقیقی جائزہ، باب نمبر ۶]

پیامِ صفدر احسن خدامی

مکہ مکرمہ میں دو حادثے......غازی ممتاز قادری کی سزائے موت سود کے بارے میں عدالت کا فیصلہ

نحمده و نصلي على رسوله الكريم، أما بعد!

مکہ مکرمہ میں یکے بعد دیگرے دو شدید حادثے:

عالم اسلام کے روحانی مرکز مکہ مکرمہ میں پچھلے ماہ یکے بعد دیگرے دو عظیم سانحات پیش آئے، پہلے سانحے میں مسعیٰ کی بیرونی جانب نصب ایک دیو ہیکل کرین مسعیٰ کی چھت پر سے ہوتے ہوئے مطاف کے اندر جا گری جس سے مسعیٰ کی چھت میں شگاف ہو جانے اور کرین کے ٹکڑے مطاف میں موجود لوگوں پر گرنے سے لمحہ بھر میں ایک سو کے لگ بھگ افراد شہید ہو گئے، انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ اس حادثے کا صدمہ ابھی قلب پر باقی تھا کہ ایام حج میں منیٰ کے مقام میں جمرات کے پل پر بھگدڑ مچ گئی جس سے سیکڑوں افراد قدموں تلے کچلے جانے سے واصل بحق ہو گئے۔ ان دونوں افسوس ناک ترین حادثوں پر عالمِ اسلام پر حزن وملال کی کیفیت طاری ہے، اللہ جل شانہ دونوں حادثوں میں انتقال فرمانے والے حجاج کرام کو شہدائے کرام میں محشور فرمائیں اور انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطاء فرمائیں۔ پہلے حادثے کا ظاہری سبب وہ شدید ترین آندھی اور بارش بتائی جاتی ہے جو پورے شرق اوسط پر مسلسل کئی دن چلتی رہی اور کہا جاتا ہے کہ مکہ شریف کی تاریخ میں اتنی شدید آندھی پہلے کبھی نہیں چلی۔ جبکہ دوسرے حادثے کا سبب یہ ہوا کہ حجاج کرام کے لیے جو راستے جمرات کی طرف ''جانے'' کے لیے بنائے گئے تھے، بعض حجاج کرام نے جلد بازی کی بناء پر انہی راستوں سے واپس آنے کی کوشش کی، اُدھر سے آنے والے لاکھوں حجاج کا ریلا جب ان کے سامنے آیا تو ٹکراؤ ہو گیا جس کے نتیجے میں جانبین سے سینکڑوں افراد کچلے گئے، انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ بدنظمی اور جلد بازی کی بناء پر پیش آنے والا یہ واقعہ انتہائی افسوس ناک اور دردناک ہے، مسلم ممالک کی حکومتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے حاجیوں کی تعلیم وتربیت کا مناسب انتظام کریں اور انہیں وہاں کے قواعد وضوابط اور قوانین سے مکمل آگاہ کر کے روانہ کیا جائے تاکہ انہیں وہاں جا کر پریشانی نہ ہو اور آئندہ اس قسم کے حادثات کی روک تھام ہو سکے۔ مجلّہ صفدر اپنی پوری انتظامیہ کی طرف سے ان حجاج کرام کے اہل خانہ سے تعزیت کرتا ہے اور اللہ جل شانہ کی بارگاہ میں ان کی شہادت کی قبولیت اور ترقی درجات کے لیے دست بدعاء ہے۔

غازی ممتاز قادری کی سزائے موت:

پاکستان کی سپریم کورٹ نے سابق گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے قتل کے الزام میں اس کے قاتل

جناب غازی ممتاز قادری کی سزائے موت کو بحال رکھنے کا فیصلہ دے دیا ہے۔''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' کے کسی فاضل جج سے اِس کے علاوہ کسی فیصلے کی توقع بھی نہیں تھی، توہین رسالت کے قانون کو برسرِ عام کالا قانون کہنے والا ملعون شخص نہ صرف آزاد رہے بلکہ گورنری کے عہدے پر بھی فائز رہے تو ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' کی اسلامیت یا پاکستانیت کو کوئی ٹھیس نہیں پہنچتی، تاہم اسے کیفر کردار تک پہنچا دیا جائے تو ملعونہ آسیہ مسیح کی طرف سے جناب رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی اور ملعون سلمان تاثیر کی طرف سے اس کی حمایت کے وقت سپریم کورٹ کے کسی کونے میں گہری نیند سویا ہوا قانون اچانک پھرتی سے اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور پکڑ و مارو کا شور برپا کر دیتا کرتا ہے۔ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ وہ آسیہ مسیح کہاں ہے جس نے کھلے عام جناب رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کی تھی اور یہ گستاخی مضبوط شواہد اور نا قابل تردید گواہیوں کے ذریعے اس پر ثابت ہو چکی تھی؟ اس کو اب تک سزائے موت دے کر کیوں تختہ دار پر نہیں لٹکایا گیا؟ جب اس قسم کے ملعون مجرم کھلے عام پھرتے ہیں یا بیرون ملک جا کر پر تعیش زندگی گذارتے ہیں تو اس وقت پاکستان کا اسلامی قانون کہاں جا کر سو جاتا ہے؟ پاکستان کی طاقتور ترین فوج اور زمین کی تہہ سے ملک دشمنوں کی نکال لینے کی صلاحیت رکھنے والی ایجنسیاں کہاں چلی جاتی ہیں؟ جناب رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سنت پر عمل کرتے ہوئے، ابورافع اور کعب بن اشرف کے قتل کے معرکوں کی یاد تازہ کرتے ہوئے ایسے بدبختوں کو چن چن کر کیوں ٹھکانے نہیں لگایا جاتا؟ ارباب حکومت کی بے حسی، نالائقی اور بے غیرتی کے باعث اب نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنا کفار اور مرتدین کے لئے یورپ کے ویزے کے قائم مقام ہو چکا ہے، یورپی ممالک کی طرف سے گویا اِذنِ عام ہے کہ جو شخص بھی آپ ﷺ کی شان میں گستاخی بکے اس کو ہم اپنے ملک میں رہائش اور سیاسی پناہ دیں گے، ارباب حکومت خاموش بیٹھے تماشا دیکھ رہے ہیں اور ان کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی؟ یہ بات بالکل واضح ہے کہ جب تک توہین رسالت کے قانون پر حقیقی معنوں میں عمل درآمد نہیں کیا جاتا، توہین رسالت کر کے باہر بھاگنے والے قومی مجرموں اور مفروروں کو واپس لا کر سزا نہیں دی جاتی اور آئندہ سے ایسے شرم ناک واقعات کی روک تھام نہیں کی جاتی، تب تک غازی عامر چیمہ، غازی ممتاز قادری اور غازی علم الدین شہید جیسے جاں بازوں کو قانون ہاتھ میں لینے سے کوئی نہیں روک سکتا......!

سود کے متعلق درخواست پر سپریم کورٹ کے فاضل جج کی گل فشانیاں:

وطن عزیز میں سودی نظام ختم کرنے سے متعلق سپریم کورٹ میں ایک رٹ دائر کی گئی جسے جسٹس جناب سرمد جلال عثمانی صاحب نے یہ کہہ کر خارج کر دیا کہ چونکہ اسی معاملہ سے متعلق ایک رٹ شریعت کورٹ میں زیر سماعت ہے لہذا وہ اس اپیل کی سماعت نہیں کر سکتے۔اس اپیل کی سماعت کے دوران جناب سرمد جلال صاحب نے جو ریمارکس ارشاد فرمائے ہیں ان الفاظ نے ہر دردِ دل اور دردِ دین رکھنے والے پاکستانی کو مضطرب اور حیران و پریشان کر دیا ہے، جناب جسٹس سرمد جلال صاحب مدعی کو ڈانٹ پلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''جو سود نہیں لینا چاہتے نہ لیں، جو لے رہے ہیں انہیں اللہ پوچھے گا''

نیز ارشاد ہوتا ہے کہ:

''ہم سپریم کورٹ کے باہر مدرسہ کھول کر نہیں بیٹھ سکتے''

عالی جناب جسٹس سرمد جلال صاحب کی دانائی، قانون فہمی اور لیاقت و حذاقت پر کوئی شک نہیں کیا جاسکتا کہ وہ ایک عظیم اسلامی ایٹمی مملکت کے محترم قاضی اور ایک ''اسلامی قانون'' کو نافذ کرنے کی عبادت میں شب و روز مصروف عمل ہیں، اس ''اسلامی قانون'' کی تشریح و تعبیر میں ہی آنجناب کی عمر کھپی ہے، تاہم ہم جیسا کم فہم و غیر دانش ور ملاّ اپنی ناسمجھی کے باعث ان کے مذکورہ بالا ارشادات قطعاً سمجھ نہیں پایا اور ان سے یہ استفسار کرنے کی جسارت کرتا ہے کہ اگر سود کو حرام اور ممنوع قرار دینے کے لئے سپریم کورٹ کا بنچ کافی نہیں ہے بلکہ اس کے لئے سپریم کورٹ کی عمارت سے باہر ایک عدد مدرسہ کھولنے کی ضرورت ہے تو پھر حدود و تعزیرات، دہشت گردی، نکاح و طلاق، عدت، بغاوت، تجارت و معیشت اور دیگر معاملات کے مقدمات پر سپریم کورٹ کے محترم جج صاحبان کو تکلیف کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ وہ یہ سارے ہی مقدمات کسی مدرسے کے حوالے کر کے خود گوشہ نشینی کیوں اختیار نہیں کر لیتے؟

یہ بات بھی ہماری فہم سے بالا ہے کہ سود کے مقدمے کی طرح کسی اور مقدمے کی سماعت کے وقت یہ کیوں نہیں کہا جاتا کہ:

......جو چوری نہیں کرنا چاہتا نہ کرے، جو کرے گا اسے اللہ پوچھے گا؟

......جو قتل نہیں کرنا چاہتا نہ کرے، جو کرے گا سے اللہ پوچھے گا؟

......جو حکومت کے خلاف ہتھیار نہیں اٹھاتا نہ اٹھائے، جو اٹھائے گا اسے اللہ پوچھے گا؟

......جو رشوت نہیں لینا چاہتا نہ لے، جو لے گا اسے اللہ پوچھے گا؟

یہ ''اللہ پوچھے گا'' والی منطق باقی تمام دیوانی و فوجداری قوانین کے وقت کیوں کام نہیں آتی اور صرف سود اور حدود اللہ کے نفاذ کے وقت ہی یہ کیوں یاد آتی ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے ملکی اموال و وسائل لوٹنے والے عسکری و سویلین ادارے جو انگریزی و امریکی مفادات کے حصول اور ان کے احکامات کی بجا آوری اور ذاتی مفادات کے حصول کے لئے انتہائی پھرتیلے، چست، بہادر اور چاک و چوبند ہوتے ہیں، حدود اللہ اور شرعی قوانین کے نفاذ کے معاملے میں اتنے ہی نکٹھو، نالائق، غیر سنجیدہ، اور بزدل بن جاتے ہیں۔ نہیں معلوم کہ یہ کفار کا خوف اللہ کے خوف سے، اور کفار کی محبت اللہ کی محبت سے زیادہ ہو جانے کا نتیجہ ہے یا ان لوگوں نے مسلمانی کی چادر ہی محض ہمیں دھوکہ دینے کے لئے پہن رکھی ہے۔ اللہ جل شانہ ہمارے حال پر رحم فرمائیں اور اس ملک اور عالم اسلام کو ہر قسم کے شر و فتنہ سے محفوظ رکھیں! آمین بجاہ النبی الکریم! وصلی اللہ وسلم علی رسولہ خیر خلقہ محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین! ☆☆☆

مولانا غلام محمد صادق صاحب[استاذ حدیث دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ، مدیر: ماہنامہ النصیحہ]

فکرولی اللّٰہی ..غامدیت..اور..عمارناصر کے عقائدوافکار کی حقیقت

الحمد للّٰہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علیٰ رسولہ خاتم النبیین و علیٰ اٰلہٖ وأصحابه أجمعين.

آج کا دور ظلمت وضلالت، خودرائی وخودنمائی، خودستائی وخودپرستی اور خودبینی وخودغرضی کا دور ہے، ہرطرف إعجاب کل ذی رأی برأیه کا دوردورہ ہے، دشمنانِ اسلام نے ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کے مقابلہ میں تیغ وتفنگ، خنجر وتلوار اور آلات ضرب وحرب سے لیس ''عسکرِابلیس'' تیار کرنے کے ساتھ ساتھ قلم و قرطاس اور تحریر وتقریر کے میدان میں ''تحقیق وریسرچ'' کے خوبصورت نام سے حلقۂ یاران تلاش کرنے میں بھی کوئی کسر اٹھانہیں رکھی ہے کہ اِس طریقہ سے وہ جنگ وحرب کے زیادہ اخراجات کے نقصان وخسارے سے بھی بچ جاتے ہیں اور ظلم وستم کے الزامات وپروپیگنڈہ سے بھی۔

کیا یہ حلقۂ یاران دشمنان اسلام کو بازار کے دکانداروں سے، یا مزارعین وکاشتکاروں سے یا جاہل و ناخواندہ جٹ قسم کے لوگوں سے دستیاب ہوگا؟ نہیں! قطعاً نہیں! کیونکہ یہ لوگ ان کے عزائم ومقاصد کے معیار پر پورے نہیں اتر سکتے۔ لہٰذا اس قسم کے منصوبے کو کامیاب اور تیر بہدف بنانے کے لیے ان کو علم ودانش کے نام سے منڈی پر نگاہِ مطلب ڈالنا پڑتی ہے۔ پھر ان کی نگاہ مطلب کے طفیل تحقیقاتی ادارے وجود میں آتے ہیں، نئے نئے اور دلکش ودلفریب ناموں سے کتب وتصانیف، رسائل ومجلّات، پمفلٹ وکتابچے منصۂ شہود پر آتی ہیں۔ کانفرنسوں، سیمینارز اور مختلف قسم کی عیاشانہ مجالس کا انعقاد کیا جاتا ہے تاکہ علماء نما اہل مطلب ان کے دام تزویر میں آجائیں۔ ان تزویراتی منصوبوں کے تحت علماء اور ریسرچ سکالروں کے نام سے ایک ایسا طبقہ تیار کیا جاتا ہے جو کہ دجل وفریب اور اغواء واضلال کا کام نہایت ہوشیاری اور چالاکی سے خودساختہ دلائل وبراہین، چرب لسانی اور جدت طرازی سے انجام دے سکتا ہے۔

مجھے اِس بات کا بھی اعتراف ہے کہ راہِ مستقیم سے بھٹکتے ہوئے تمام بے راہ وگمراہ لوگوں کے لیے ضروری نہیں کہ وہ کسی دنیاوی لالچ، یا خالص نفسانی خواہشات رکھنے اور یا ملحدین وزائغین کے دجل وفریب، جعل سازی اور دھوکہ بازی کو سمجھنے کے باوجود حق وصداقت کا دامن چھوڑ کر اِن ملحدین اور مبتدعین کی گود میں نجات کے متلاشی ہوں۔ بلکہ بعض اِن شعبدہ بازوں کی شعبدہ بازیوں سے ناواقف وبے خبر ہوکر ان کے دجل وتلبیس کے منصوبوں کا شکار ہوکر ان کی تزویراتی فیکٹریوں کے لیے لاشعوری طور پر بطور خام مال استعمال

ہوتے ہیں۔لہٰذااِن حالات میں علماءِ حق کا فریضہ بنتا ہے کہ زائغین ومنافقین کے زیغ وضلالت اور نفاق سے پردہ اٹھا کر بھولے بھالے اور سادہ لوح مسلمانوں کے سامنے ان کو بے نقاب کریں تا کہ وہ لاعلم و بے خبر بندگان خدا اِن کے شر وضرر سے محفوظ ہو جائیں۔رسول ﷺ نے فرمایا: **یحمل ھذا العلم من کل خلف عدولہ ینفون عنہ تحریف الغالین و انتحال المبطلین و تا ویل الجاھلین.** [مشکوٰۃ المصابیح کتاب العلم] یعنی ہر آئندہ آنے والی جماعت میں سے اس کے نیک (یعنی ثقہ اور معتمد) لوگ اس علم (کتاب وسنت) کو حاصل کریں گے اور وہی لوگ اس (علم) کے ذریعہ (آیات واحادیث میں) حد سے گزرنے والوں کی تحریف کو، باطلوں کی افتراء پردازی اور جاہلوں کی تاویلات کو دور کریں گے۔

اِس حدیث میں دین اسلام کی حفاظت کی طرف اشارہ ہے کہ ہر زمانے میں جید علماء کرام افراط و تفریط سے پاک ہو کر دین حق کی سرحدات کی حفاظت کے لیے موجود ہوں گے۔دین کو تحریف کرنے والوں، (جیسے قادیانی اور پرویزی) اور جھوٹے قصے اور بزرگوں کی طرف غلط خیالات منسوب کر کے اپنے مقاصد کو پورا کرنے والوں جیسا کہ آج کل ماڈرن طبقہ ہے جو کہ نام نہاد دانشوروں اور ریسرچ سکالروں پر مشتمل ہے سے بچائیں گے۔اور بزعم خویش عالم وفاضل مگر فی الحقیقت جاہلوں کی غلط تاویلات کی تردید کرتے ہوئے دین کی حفاظت کریں گے۔

قرآن وسنت میں تحریفات اور من گھڑت تاویلات وتوجیہات کا سہارا لیکر نفس پرستوں کے غیر اسلامی نظریات وافکار اور فاسد خیالات سے امت مسلمہ کی حفاظت کا جذبہ اور نصح وخیر خواہی کا نیک مقصد ہماری اس تحریر کا باعث وسبب بنا۔آج ہم اِسی جذبے کے تحت اپنے قارئین کو جدید تین فتنہ پرور مکاتبِ فکر اور شخصیات کے متعلق کچھ معروضات پیش کرنا چاہتے ہیں تا کہ قارئین عہدِ حاضر کے متجددین وزائغین کے افکار ونظریات سے واقف ہو کر ان کے ملحدانہ عقائد سے اجتناب اختیار کریں۔

(ا)......تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی:

عہد حاضر کے اِن فتنوں میں ایک بڑا فتنہ ''تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی'' کے نام سے مشہور ہے۔اِس گروہ کے بانی سعید احمد رائے پوری ہیں۔ابتداء میں جمعیت علماء اسلام سے وابستہ تھے۔پھر جمعیت کے اندر عہدے کی تلاش وطلب میں سرگرداں ہوئے مگر کچھ نہ ملا۔اور جب ۱۹۷۹ء میں روس نے افغانستان میں اپنی فوج داخل کر دی اور مظالم سے وہاں کے مسلمانوں پر اپنے ملک کی زمین تنگ کر دی اور مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ اور دیگر علماء ومفتیان کرام نے افغان جہاد کا فتویٰ صادر کیا تو جمعیت علماء اسلام کے اِس موقف کے خلاف موقف اختیار کرنے والوں میں سعید احمد رائے پوری بھی شامل ہوئے۔سویت یونین کی

فوجی مداخلت کے ۸/سال بعد ۱۹۸۷ء میں سعید احمد رائے پوری نے تنظیم فکر ولی اللٰہی کی بنیاد رکھی۔ اور پھر اس کے پلیٹ فارم سے تقریر وتحریر کے ذریعے اپنے نظریات وخیالات کا پرچار شروع کیا۔

(ماخوذ از: ''تنظیم فکر ولی اللٰہی حقائق کے آئینہ میں'' از مولانا ڈاکٹر عبدالحکیم اکبری)

اس گروہ کے عقائد ونظریات نقل کرنا اور قارئین کی افادیت کی خاطر صفحۂ قرطاس پر منتقل کرنا اگر چہ ''نقل کفر کفر نہ باشد'' کی بنا پر ناجائز اور ممنوع تو نہیں۔ مگر راقم الحروف کو یہ خوف ضرور لاحق ہے کہ اس گروہ کے عقائد فاسدہ اور خیالات ونظریات باطلہ نقل کرنے سے کہیں اشاعتِ منکر نہ ہو جائے۔ بہر حال دل پر ہاتھ رکھ کر بادل ناخواستہ قارئین کے پختگی عقیدہ پر اعتماد کرتے ہوئے اس گمراہ و بے راہ گروہ کی دستیاب کتابوں سے چند گمراہ کن اور ایمان تباہ و برباد کرنے والے عقائد ونظریات کی نشاندہی کے بعد مناسب سمجھتا ہوں کہ اس گروہ کے بارے میں معیاری اور معتمد دینی مدارس اور قابل اتباع وتقلید مفتیان عظام اور علماء کرام کے فتوؤں اور خیالات سے بھی قارئین کرام کو مطمئن کرنے کی کوشش کروں۔

۱)......خدائے تعالیٰ کے بارے میں عقیدہ:

فکریوں کی مشہور ترین نصابی کتاب ''شعور وآگہی'' (جو اس گروہ کے مرکزی ذمہ داروں نے مل کر تصنیف کی ہے۔ یہ کتاب فکریوں کے تربیتی نظام میں اعلیٰ کلاس (رکنیت) کے نصاب میں داخل ہے۔ اس کے صفحہ: ۱۹/ میں درج ہے:

''ایک سائنس دان نے اسے مادہ سے تعبیر کیا ہے، فلسفی نے اسے عقل کل مانا اور مذہبی اسے خدا کہتا ہے۔''

اس پیراگراف میں خدا، عقل کل اور مادہ ایک چیز کی مختلف تعبیریں یا مختلف نام بتائے ہیں۔ تو گویا حقیقت ایک ہے مگر نام الگ ہیں۔ کسے نہیں معلوم کہ خدائے برتر الحی القیوم اور سمیع وبصیر ذات ہے اور مادہ مردہ، بے جان اور روزانہ لیبارٹریوں میں سائنس دانوں کے ہاتھوں تختۂ مشق اور یرغمال بنایا ہوا ہے۔ مگر فکری لوگ خدا اور مادہ کو ایک ہی چیز سمجھ رہے ہیں۔ فکریوں کی ایک اور کتاب ''حالات، تعلیمات، سیاسی افکار'' [ص ۱۰۵۔۱۰۴] پر اس طرح لکھا ہے:

''ایک طبعی نے اسے (خدا) مادہ سے تعبیر کیا۔ فلسفی نے اسے عقل کل مانا اور ایک مذہبی اسے خدا کہتا ہے۔''

۲)......عقیدۂ رسالت سے انکار:

فکریوں کی کتاب ''افادات وملفوظات'' [ص: ۷۸] پر درج ہے:

''جس قوم کا یہ عقیدہ ہو کہ علم کا آخری، قطعی اور یقینی ذریعہ صرف وحی ہے اور وحی میں عقل کی کوئی دخل نہیں۔ اس قوم کا کیا بنے گا میں اس کے مستقبل سے خائف ہوں۔''

اس پیراگراف میں بڑے دوٹوک پیرائے میں واضح کر دیا گیا کہ نبوت یا وحی علم کا آخری، قطعی اور

یقینی ذریعہ نہیں جو اقوام اس پر انحصار رکھیں ان کی تباہی یقینی ہے۔ (اس میں وحی کی قطعیت کا انکار نہیں بلکہ قطعیت کے اس میں حصر کا انکار ہے جس میں کوئی غلطی نہیں۔ [احسن])

۳)......جبرائیلؑ فرشتہ نہیں تھا:

''جبرائیلؑ جو انبیاء کو نظر آتے ہیں اور خدا کی طرف سے وحی لاتے ہیں وہ حقیقت جبرائیلیہ ہے جو انبیاء کی قوتوں میں سے ایک قوت کا نام ہے، یہی قوت صورت بن کر پیغام لاتی ہے تو انبیاء اپنے آپ ہی سے مستفید ہوتے ہیں، نہ کسی اور سے۔ جو کچھ ان کو نظر آتا ہے وہی ہے جو ان کے خزانہ میں مخزون تھا۔''

[افادات وملفوظات: ۲۳۸]

اِس پیرا گراف میں حضرت جبرائیلؑ (فرشتہ) کو ''حقیقتِ جبرائیلیہ'' کی خود ساختہ اور من گھڑت اصطلاح سے تعبیر کیا۔ اور قرآن مجید کو اللہ کی طرف سے نازل ہونے کی بجائے حضرت محمد ﷺ کی ذہنی استعداد، نفسیاتی طاقت اور وجدانی قوت سے ان کی نفسیات کا کرشمہ سازی قرار دیا جو کہ حضرت جبرائیلؑ سے بحیثیت فرشتہ انکار کرنے کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کے اللہ کی طرف سے نزول سے بھی انکار ہے اور ''انبیاء اپنے آپ ہی سے مستفید ہیں۔ نہ کسی اور سے'' کے الفاظ بار بار پڑھ کر فیصلہ خود کریں کہ کیا ان الفاظ سے ان کا مقصد یہ نہیں کہ قرآن ودیگر آسمانی کتب پیغمبروں کی خود ساختہ اور خود تراشیدہ ہیں۔

اس کے علاوہ یہ گروہ متعدد غلط، بے بنیاد اور فاسد عقائد وافکار اور باطل نظریات رکھتا ہے مثلاً: بلا سمجھے قرآن کریم پڑھنے اور اس پر ثواب کی امید رکھنے کو ہندوانہ بت پرستی کی مانند قرار دینا،...... جنت ودوزخ کو نفسیاتی کیفیت سے تعبیر کرنا،...... آب کوثر کو مجرداتِ ادراک سے حاصل شدہ عقلی لذات قرار دینا،...... جنت ودوزخ کی ہمیشگی وخلد سے صریح انکار،...... شفاعت محمدی کو عیسائیوں کے عقیدۂ کفارہ کی مانند قرار دینا۔...... عہد حاضر کی مساجد کو مسجد ضرار قرار دینا،...... حیات عیسیٰؑ جیسے مسلمہ عقیدہ کو یہودیوں اور صابیوں کی من گھڑت کہانی قرار دینا۔...... اِس قسم کے گمراہ کن نظریات وعقائد سے ان کا لٹریچر بھرا ہوا ہے۔ اگر خوف گناہ وطوالت نہ ہوتا تو میں قارئین کو ان کے شراب خانے کی طرف ضرور لے جاتا۔ مجھے یقین ہے کہ ہمارے ذہین وفطین اور زیرک قارئین اِس مختصر نوٹس سے ''قیاس کن زگلستان من بہار مرا'' کے مصداق بہت کچھ حاصل کریں گے۔

فکر ولی اللہی کے بارے میں علماء کرام کے فتوے:

جو لوگ مستند اور قابل تقلید واتباع علماء کرام اور عالم اسلام کے معیاری ومعتمد مدارس اسلامیہ اور جامعات کے مفتیان عظام پر اعتماد سے گریزاں وانکاری ہیں اور ان کے متعلق تحقیر آمیز، گستاخانہ اور سوقیانہ رویے کے حامل اور بزرگان دین کے متعلق توہین وسب وشتم کے مرتکب ہیں ان سے تو بحث ومباحثہ اور

برائے اصلاح' مکالمہ ہی فضول وعبث ہے کہ **من یضلل اللہ فلاھا دی لہ.** مگر جن کے دلوں میں علماء و مدارس اسلامیہ، شیوخ الحدیث ومفتیان عظام اور اکابرین ملک وملت کے لیے عظمت وعزت، توقیر وتعظیم اور قدر واحترام کے جذبات وعقیدت ہیں اُن کے مزید یقین واطمینان کے لیے ذیل میں اکابرین علماء کرام اور مفتیان عظام کے فتوے اور آراء نذر قارئین ہیں۔

دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے مفتی، محترم مولانا مفتی رفیق احمد بالاکوٹی اور تصدیق وتصحیح کنندہ حضرت مولانا مفتی محمد عبدالمجید دین پوری شہیدؒ رقمطراز ہیں:

''غرض یہ کہ جو باتیں مذکورہ بالا حوالہ جات کی رو سے تنظیم (فکر ولی اللہی) کی طرف منسوب کی جاتی ہیں، اُن میں تاویل کی کوئی گنجائش نہیں، یہ نظریات اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد ونظریات کے برخلاف ہیں۔ تنظیم کے لیے ان کی تردید یا انکار بھی مشکل ہے، کیونکہ یہ ساری کتابیں تقریباً وہی ہیں جو اِن کے نصاب میں شامل ہیں یا نصاب کے لیے مأخذ ومرجع کی حیثیت رکھتی ہیں۔

اِس سے بڑھ کر یہ کہ بعض قابل اعتراض حوالہ جات والی کتابیں جن پر تنظیم کے اکابر کی تقاریظ بھی موجود ہیں جو بطور ثبوت کے زبانی کلامی باتوں یا دستی تحریروں کی بجائے زیادہ معتبر وموثوق ہیں۔ بنابریں یہ لوگ اہل السنۃ والجماعۃ سے عملاً واعتقاداً لاتعلق ہیں جیسا کہ مؤمن ہونے لیے یہ تو ضروری ہوتا ہے کہ جملہ ایمانیات پر ایمان لائے جبکہ ایمان سے تہی دامن ہونے کیلئے ضروریات دین میں سے کسی ایک کا انکار بھی کافی ہوتا ہے۔[شامی:۲۲۳/۴]......'' [اقتباس از فتویٰ علامہ بنوری ٹاؤن]

اسی فتوے میں لکھتے ہیں کہ:

''اس تنظیم کی طرف دعوت دینا علماء دیوبند اور اہلِ سنت سے بغاوت ہے۔ اِس نو ایجاد (مبتدع) گروہ سے تعلق رکھنے والے شخص کی اقتداء میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور ناجائز ہے۔ ایسا شخص اگر مذکورہ تنظیم سے براءت وبیزاری کا اظہار نہ کرے منصب امامت کے اعزاز کا مستحق نہیں۔''

[از تنظیم فکر ولی اللّٰہی اور اس کی قیادت۔ تصنیف: مولانا ڈاکٹر عبدالحکیم اکبری]

جامعہ فاروقیہ کراچی کے مفتی، مولانا مفتی ابوعبیدہ عبیدالحق صاحب لکھتے ہیں:

''واضح رہے کہ اس تنظیم کے عقائد، نظریات کمیونزم اور سوشلزم سے ملتے جلتے ہیں۔ جبکہ کمیونزم صرف ایک معاشی نظریہ نہیں بلکہ مذہب سے انکار کرنا بھی اس کا جزو ہے۔ یہ تنظیم کمیونزم کے حامی اور اس طرز پر انقلاب کا داعی ہے۔'' [اقتباس]

آخر میں لکھتے ہیں:

''لہٰذا ایسی تنظیم کا رکن بننا یا ان کو کسی قسم کا تعاون فراہم کرنا ناجائز ہے۔'' [تنظیم فکر ولی اللّٰہی]

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ فرماتے ہیں:

''فکرولی اللّٰہی ایک دھوکہ ہے، عام طور سے یہ لوگ حضرت شاہ صاحب کے نام کی آڑ میں اشتراکی نظریات کا پرچار کررہے ہیں۔''

مذکورہ بالا فتاویٰ کی جن دیگر مفتیان حضرات نے تصدیق وتصویب کی ہے ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔شیخ المشائخ حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحبؒ، شیخ الحدیث مولانا معزالحق صاحبؒ، حضرت مولانا مفتی سیف اللہ صاحب اکوڑہ خٹک، شیخ الحدیث حضرت مولانا امان اللہ صاحب، شیخ التفسیر والحدیث مولانا حمید اللہ جان صاحب مدظلہ، حضرت مولانا مفتی محمد سرور صاحب و دیگر علماء ومحدثین حضرات اور مفتیان عظام۔علماء کرام کے ان فتوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے وفاق المدارس العربیہ پاکستان نے مورخہ ۲۳ر جمادی الثانیہ ۱۴۲۱ھ ۴ر ستمبر ۲۰۰۰ء کو اپنی مرکزی مجلس عاملہ میں تنظیم فکر ولی اللّٰہی کے طرزعمل اور افکار و نظریات کے پیش نظر اس کو ''وفاق'' سے خارج کرنے کا فیصلہ کیا۔اور اس تنظیم کے عقائد ونظریات کو خلافت شریعت اور جمہور امت کے موقف کے منافی قرار دیا۔

(۲)......فتنہ غامدیت:

عہد حاضر کا دوسرا خطرناک اور زہریلا فتنہ ''فتنۂ غامدیت'' ہے جو کہ ملک کے مشہور ومعروف ملحدوزندیق اور متجدد شخص ''جاوید احمد غامدی'' کی طرف منسوب ہے۔یہ فتنہ فکرولی اللّٰہی اور فتنۂ انکارحدیث سے مختلف کوئی فتنہ نہیں ہے، بلکہ اِس کو فتنۂ انکارِ حدیث کا نیا ایڈیشن اور تکملہ وتتمہ کہنا چاہیے۔اِس فتنے کا کمال یہ ہے کہ اس نے علماء وفضلاء کے زمرے میں سے بھی بعض اہل علم کو اپنے لپیٹ میں لے لیا ہے اور جو اہل علم و فضل کسی وقت میں فتنۂ انکارِ حدیث کی سرکوبی کے لیے سرگرم عمل اور قلمی جہاد میں مصروف تھے، اُن کے اہل تعلق آج فتنۂ انکارِ حدیث کے نئے ایڈیشن ''غامدیت'' کا نہ صرف حصہ بلکہ اس فتنے کے لیے دست و پابن گئے ہیں۔ إنا للّٰہ و إنا إلیہ راجعون.

فکرولی اللّٰہی، منکرین حدیث اور قادیانیوں کی طرح جاوید غامدی بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ سیدنا عیسیٰؑ وفات پاچکے ہیں اور قیامت کے قریب دنیا میں دوبارہ تشریف نہیں لائیں گے۔وہ انتہائی دجل وفریب سے احادیث کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ احادیث سے عقیدہ اور عمل کا اضافہ نہیں ہوتا ہے۔[میزان: ۱۵، طبع سوم مئی ۲۰۰۸ء لاہور][اصول ومبادی: ۱۱، طبع دوم]۔حالانکہ تقدیر پر ایمان، قبر کا عذاب، قبر میں فرشتوں کا آنا یہ عقیدہ کہ تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے، ختم نبوت کا عقیدہ اور مدعی نبوت کا واجب القتل ہونا، نزول عیسیٰؑ، نبی کریم ﷺ کی شفاعت اور اس قسم کے بہت سے مسلمہ اسلامی عقائد ہیں جو صرف حدیث

سے ثابت ہیں۔

شادی شدہ زنا کار مرد و عورت کی سزا قرآن وسنت اور اجماع امت سے رجم (سنگساری) مقرر ہے اور اس سے انکار الحاد و زندقہ ہے۔مگر غامدی صاحب نے اس حد سے انکار کیا ہے۔[میزان:۱۶۸۔۱۸۳]

قرآن سات قراءتوں اور حروف پر نازل ہوا ہے جو کہ صحیح بخاری اور دوسری احادیث کی کتب سے ثابت ہے۔مگر غامدی ہرزہ سرا ہیں کہ قرآن صرف وہی ہے جو کہ مصحف میں ثبت ہے اس کے سوا کوئی دوسری قراءت نہ قرآن ہے اور نہ اسے قرآن کی حیثیت سے پیش کیا جا سکتا ہے۔[میزان:۳۲،طبع دوم اپریل ۲۰۰۲ء]۔

یہ اور اس قسم کے بے شمار عقائد باطلہ، اور خیالات فاسدہ ہیں جن کی دعوت وتبلیغ کا مہم مسٹر غامدی صاحب زور وشور سے چلا رہے ہیں۔ ہمارا پختہ یقین ہے کہ مسٹر غامدی نہ صرف ضال ومضل ہیں بلکہ عقائد کے آئینہ میں کفر کی سرحدات چومتے نظر آرہے ہیں۔لہٰذا ہم جذبۂ خیر خواہی سے اپنے قارئین، تلامذہ اور متعلقین کو اس شجرۂ عصیان والحاد اور زیغ وضلالت سے دُور رہنے کی تلقین کرتے ہیں۔

(۳)......فتنۂ عمار خان ناصر

عمار خان ناصر گوجرانوالہ کے علمی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔امام اہل السنۃ والجماعۃ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدرؒ کے پوتے ہیں۔مشہور صاحب قلم وقرطاس، علمی شخصیت شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی کے صاحبزادے ہیں۔بقول مولانا زاہد الراشدی:

''اس نے درسِ نظامی کی تعلیم مدرسہ انوار العلوم اور مدرسہ نصرۃ العلوم میں حاصل کی ہے اور دورۂ حدیث اپنے دادا شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خانؒ سے کیا ہے۔کم وبیش دس سال تک مدرسہ نصرۃ العلوم میں درسِ نظامی کے شعبہ میں تدریس کی ہے اور موقوف علیہ کے درجہ تک کی کتابیں پڑھائی ہیں۔اور اس کے ساتھ پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔اے انگلش کیا ہے۔''

مولانا زاہد الراشدی صاحب اپنے بیٹے عمار خان ناصر کے مزید تعارف میں فرماتے ہیں کہ:

''جاوید غامدی صاحب سے ان کا شاگردی کا تعلق ہے۔ان کے ادارے کے ساتھ ان کی جزوی وابستگی ہے۔اور ان کے بعض افکار سے وہ متاثر ہیں۔اس کی تحریریں الشریعہ اور دیگر رسائل میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔جن میں جمہور کے موقف سے ہٹ کر بھی بات ہوتی ہے۔''

اَب ہم اس پر مزید کیا تبصرہ کریں گے کہ عمار خان صاحب کے والد گرامی نے اگرچہ شفقت پدری کی بنیاد پر ہمیشہ عمار خان کے غلط خیالات اور فاسد افکار کا دفاع کیا، مگر یہاں انہوں نے تسلیم کیا کہ عمار خان غامدی کے شاگرد ہیں۔غامدی کے ادارے کے ساتھ وابستہ ہیں۔اُن کے اَفکار سے متاثر ہیں۔اور ان کی

تحریروں میں جمہور کے موقف سے ہٹ کر بھی بات ہوتی ہے۔ ماہنامہ وفاق المدارس میں عمار خان کے بارے میں تحریر ہے کہ:

''حال ہی میں مولانا (زاہد الراشدی صاحب) کے بیٹے جناب عمار خان ناصر نے ''حدود و تعزیرات'' پر کتاب تالیف کی جس میں انہوں نے پیغمبر ﷺ کے بلند مرتبہ صحابہ پر کیچڑ بھی اچھالا۔ اور کئی طے شدہ اجماعی مسائل سے انحراف بھی کیا ہے۔''

اس مختصر تبصرے میں ان کے چند خرافات بطور نمونہ ملاحظہ ہوں:

۱)......بطورِ حد رجم سے انکار:

''سورۃ نساء کی آیت نمبر ۱۵؍ میں زنا کے جن عادی مجرموں کے لیے عبوری سزا بیان کی گئی ہے، اُن کا جرم چونکہ زنا کے عام مجرموں کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ سنگین تھا اور ان میں سے بالخصوص یاری و آشنائی کا تعلق رکھنے والے بدکار جوڑے اِس عرصے میں توبہ و اصلاح کا موقع دیئے جانے کے باوجود اپنی روش سے باز نہیں آئے تھے۔ اِس لئے عام مجرموں کے برخلاف زنا کے یہ عادی مجرم بدیہی طور پر اضافی سزاؤں کے بھی مستحق تھے۔ چنانچہ ان کے بارے میں نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ہدایت کی گئی کہ سو کوڑوں کے ساتھ ساتھ ان کی جلاوطنی اور رجم کی اضافی سزائیں بھی نافذ کی جائیں۔ صدرِ اول سے اہل علم کی غالب اکثریت کا نقطۂ نظر یہ رہا ہے کہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت اور اس کے علاوہ جلاوطنی اور رجم کی سزا سے متعلق دیگر روایات زنا کے عام مجرموں ہی سے متعلق ہیں اور متعدد روایات سے بظاہر اس رائے کی تائید ہوتی ہے۔ اس رائے کے مطابق اِن اضافی سزاؤں کو ہر طرح کے زانی پر قابل اطلاق مانا جائے تو یہ بات بظاہر قرآن کے مدعیٰ سے تجاوز قرار پاتی ہے۔'' [حدود و تعزیرات: ۱۳۷۔۱۳۸]

عمار خان کی دوسری برائیوں سے اگر صرف نظر کی جائے تو ان کے دجل و تلبیس اور الحادی سوچ کے لیے بطور ثبوت ان کی مذکورہ بالا عبارت ہی کافی ہے۔ ہم نے ان کی عبارت طوالت و ثقالت کے باوجود بادل ناخواستہ اس لیے نقل کیا کہ قارئین پر عمار خان کا دجل و تلبیس واضح ہو جائے کہ وہ کس طرح عیارانہ و فریبانہ انداز میں منکرین حدیث کی طرح اپنی منافقانہ سوچ پیش کر رہے ہیں۔ اِس عبارت میں اس نے رجم کو حدود سے نکال کر اضافی سزاؤں میں شامل کیا ہے۔ اور پھر عام زانیوں کے لیے بھی نہیں بلکہ عادی اور پیشہ ور قسم کے زانیوں کے لیے بطورِ اضافی سزا (نہ بطور حد) مقرر کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔ جبکہ رجم بطور حد قرآن و سنت اور اجماع امت تسلیم شدہ حکم شرعی ہے۔

۲)......سزائے ارتداد سے انکار:

ارتداد کی سزائے موت پر اجماع امت ہے اور رسول ﷺ کی احادیث سے ثابت ہے۔ جبکہ عمار

خان صاحب نے دور حاضر میں ارتداد پر سزائے موت نافذ نہ کرنے کے ریاستی قوانین کو بالکل درست قرار دیا ہے۔ لکھتے ہیں:

''دور جدید کی بیشتر مسلم ریاستوں میں ارتداد پر سزائے موت نافذ کرنے کا طریقہ اختیار نہیں کیا گیا جو ہماری رائے میں حکم کی علت کی رو سے بالکل درست ہے۔'' [حدود وتعزیرات، ارتداد کی سزا: ۲۲۸]

۳)......لعان دورِ نبوی کی عملی مجبوری تھی:

عمار خان قرآن مجید کے واضح حکم ''لعان'' کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں آیئے ملاحظہ فرمائیں:

''قدیم دور میں بچے کی نسب کی تحقیق کا کوئی یقینی ذریعہ موجود نہیں تھا چنانچہ لعان کے سوا اس معاملے کا کوئی حل ممکن نہیں تھا اس کا مطلب یہ ہے کہ بیوی پر الزام لگانے کی صورت میں لعان کا طریقہ اختیار کر کے بچے کے نسب کو عورت کے شوہر سے منقطع کرنا بجائے خود مقصود نہیں بلکہ عملی مجبوری کا نتیجہ تھا۔ اب اگر دور جدید میں طبی ذرائع کی مدد سے بچے کے نسب کی تحقیق یقینی طور پر ممکن ہے اور اپنے نسب کا تحفظ بجائے خود بچے کا ایک جائز حق بھی ہے تو بیوی کے کہنے پر یا بڑا ہونے کے بعد خود بچے کے مطالبے پر ان ذرائع سے مدد لینا اور اگر ان کی رو سے بچے کا نسب اپنے باپ سے ثابت قرار پائے تو اسے قانونی لحاظ سے اس کا جائز بیٹا تسلیم کرنا ہر لحاظ سے شریعت کے منشا کے مطابق ہوگا۔'' [حدود وتعزیرات: ۲۴۸۔۲۴۹]

اس عبارت میں تو عمار خان نے دجل وفریب کی حد کر دی ہے۔ میں حیران ہوں کہ اِس قسم کے گمراہانہ اور حدود شرعی سے آزادانہ باتوں پر ان کے والد گرامی (مولانا زاہد الراشدی صاحب) نے کس طرح صبر وتحمل سے کام لیکر چپ کا روزہ رکھا ہے۔ اپنے پسر کی اِن گمراہیوں پر سکوت' مجرمانہ خاموشی نہیں تو اور کیا ہے؟ لعان کا حکم تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن میں نازل شدہ ہے۔ اور شوہر و بیوی کے درمیان تفریق رسول ﷺ کا فیصلہ تھا۔ جس پر امت میں ہمیشہ عمل ہوا ہے۔ لیکن اب عمار خان اِسے دورِ نبوی کی عملی مجبوری قرار دیتے ہیں۔ فیا للعجب!!

رسول ﷺ کے زمانے سے لیکر آج تک لعان کے عمل کے بعد شوہر و بیوی کے درمیان تفریق کے بعد بچے کا نسب اسی شوہر سے ثابت نہ ہونا تمام امت کا اجماعی مسئلہ ہے، جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے: **ثم جرت السنة فی میرا ثها أنها تر ثه و یرث منها ما فرض الله لها.** [بخاری باب اللعان] یعنی اس کے بعد یہ طریقہ جاری رہا کہ جس عورت کے ساتھ لعان ہوا وہ اپنے بچے سے میراث پائے گی اور یہ بچہ اس عورت سے میراث پائے گا۔ یعنی اسی شوہر سے اس بیوی کے بچے کا نسب منقطع ہوا۔

علامات وقرائن پر فیصلے کرنا ہر زمانہ میں ممکن ہے۔ مگر اِن فیصلوں کو قطعی اور یقینی حیثیت حاصل نہیں

ہوتی ہے۔ بلکہ ظن وتخمین کی حیثیت حاصل ہوتی ہے جو کسی قطعی اور قرآن وسنت سے ثابت شدہ حکم کے مقابلہ میں ناقابل تسلیم ہے۔ البتہ قرآئن وعلامات وتجربات بطور تائید برائے شرعی حکم پیش کئے جاسکتے ہیں۔

حضور ﷺ کے عہدِ زریں میں جس عورت پر لعان کا حکم جاری ہوا تھا اور زن وشوہر کے درمیان تفریق ہوئی تھی اور بچے کا نسب شوہر سے منقطع ہوا تھا، **ثم قضیٰ بالولد للمرأة** (بخاری) یعنی رسول ﷺ نے بچے کے بارے میں فیصلہ کیا کہ یہ عورت کا ہوگا، شوہر کی طرف اس کی نسبت نہیں جائیگی۔ اس کے بارے میں جب حضور ﷺ کو علامات وقرائن سے معلوم ہوا کہ اس عورت سے واقعی گناہ سرزد ہوا ہے تو فرمایا کہ: **لولا مضٰی من کتاب الله لکان لی و لها شان.** [بخاری] یعنی اگر اللہ کی کتاب کا فیصلہ نہ ہوا ہوتا تو میری اور اس عورت کی اور شان ہوتی۔ اِس لیے کہ اللہ اور رسول ﷺ کے طے شدہ حکم کے مقابلہ میں قرائن و علامات کا علم یقینی نہیں ہوسکتا ہے۔ مگر ہمارے صاحبزادہ عمار خان دورِ جدید کے طبی ذرائع کی مدد سے حاصل شدہ علم کو یقینی قرار دیتے ہوئے اس کے ذریعہ اس بچے کو اس مرد کا (جس کے ساتھ عورت کا لعان ہوا) جائز اولاد اور ثابت النسب قرار دیتے ہیں جو کہ قرآن وسنت کی صریح خلاف ورزی ہے اور طبی ذرائع کو قرآن و سنت پر فوقیت دینے کے مترادف ہے۔

صحابہ میں زمانۂ جاہلیت کے تصورات تھے:

عمار خان صاحب لکھتے ہیں:

''اگرچہ عورت کے بارے میں جاہلی تصورات اور رسوم کی اصلاح کردی گئی تاہم بعض تصورات جن میں عورت کی جان کی حرمت اور قدر و قیمت کے حوالے سے زیر بحث تصور بھی شامل ہے کی اصلاح کی کوششیں نتیجہ خیز اور مؤثر نہ ہوسکیں اور صحابہ وتابعین کو معروضی معاشرتی تناظر میں ایسے قوانین تجویز کرنا پڑے جن میں انہی سابقہ تصورات کی عملی رعایت ملحوظ رکھی گئی ہو۔'' [حدود وتعزیرات: ۱۰۵]

یہ اور اس طرح کے دیگر انحرافات کے باوجود ''حدود وتعزیرات'' نامی کتاب پر مولانا زاہد الراشدی صاحب کی طرف سے دیباچہ لکھنا اور اپنے بیٹے عمار خان کی کاوش کی تحسین کرنا یقیناً مولانا صاحب کی ذات باصفات کو مجروح کررہے ہیں۔ اور حضرت مولانا صاحب کی سابقہ خدمات پر پانی پھیرنے کی راہ ہموار کررہے ہیں۔ امید ہے کہ محترم مولانا صاحب عمار خان کے بارے میں اپنے موقف پر نظر ثانی کرتے ہوئے رجوع فرمائیں گے اور عمار خان کو بھی **یا بنی لا تشرک بالله!** جیسے الفاظ سے نصیحت فرمائیں گے۔

یہ اندھیرے تو سمٹ جائیں گے اک دن اے دوست!
یاد آئے گا تجھے مجھ سے گریزاں ہونا

(بشکریہ: ماہنامہ النصیحہ، چارسدہ)

از: مولانا محمد اللہ خلیلی قاسمی [شعبۂ انٹرنیٹ، دارالعلوم دیوبند]

فخر دیوبند حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ

......حیات و خدمات......

گزشتہ ۵/مئی ۲۰۰۹ء کو پاکستان میں برصغیر کے مشہور و متبحر عالم ربانی حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر (رحمۃ اللہ علیہ) کا سانحہ انتقال پیش آیا۔ ملکی سرحدوں اور ہندوستان و پاکستان کے درمیان بے اعتمادی کے تعلقات کی وجہ سے کتنے ایسے آفتاب و ماہتاب ہیں جو سرحد کے اس پار چمک دمک رہے ہیں لیکن ہم اہلِ ہند کو اُن کی عظمت اور اہمیت کا صحیح اندازہ نہیں ہو پاتا۔ تاہم حضرت مولانا سرفراز خان صفدر (رحمۃ اللہ علیہ) کا معاملہ پھر بھی مختلف ہے، آپ کی عظیم الشان جامع علمی شخصیت اور بلند پایہ علمی خدمات کا شہرہ ہندوستان کے دینی و علمی مراکز تک محیط ہے اور علوم اسلامیہ کا ہر طالب علم آپ کی محققانہ اور بابصیرت تصنیفات کے حوالے سے آپ کو خوب جانتا ہے۔

آپ ''امام اہل سنت'' کے لقب سے جانے جاتے تھے اور آپ کی عظیم شخصیت کو بجا طور پر ''فخر دیوبند'' اور ''ترجمانِ اہلِ حق'' کے طور پر جانا جاتا تھا۔ قرآن و حدیث، فقہ و تصوف اور جملہ علوم اسلامیہ میں آپ کو تبحر حاصل تھا۔ عقائد اہل سنت کی تشریح اور اہل حق کے مضبوط دفاع میں آپ اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ آپ کا شمار اُن چند گنے چنے کثیر التصانیف علمائے دیوبند میں ہوتا ہے جس فہرست میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا نام آتا ہے۔ تقریباً ایک صدی پر محیط زندگی میں آپ نے متعدد میدانوں میں جو علمی، دینی، دفاعی اور اصلاحی خدمات انجام دی ہیں وہ بلاشبہ آپ کو زندہ جاوید بنانے کے لیے کافی ہیں۔

ولادت اور تعلیم:

آپ متحدہ ہندوستان کے مانسہرہ (صوبہ سرحد) کے ایک گاؤں ڈھکی چیڑاں داخلی کڑمنگ میں ۱۹۱۴ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کا اسم گرامی محمد سرفراز خان ابن نور احمد خان ابن گل احمد خان تھا۔ بچپن میں ہی والدہ فوت ہو گئیں۔ والد صاحب گو اُمی تھے، لیکن انھوں نے طلب علم کے لیے گھر سے دور بھیجا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم مانسہرہ ہی میں حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ اسی دوران ۱۹۳۱ء میں والد صاحب کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ اپنے برادر خورد کے ساتھ یتیمی اور بے کسی کی حالت میں برسوں یہاں

وہاں بھٹکتے رہے۔ آخر کار کچھ خیر خواہوں کی رہنمائی سے سیالکوٹ وملتان کا رخ کیا اور وہاں علمی تشنگی بجھائی۔ وڈالہ سندھواں ضلع سیالکوٹ میں مولانا محمد اسحاق رحمانی (شاگرد: مفتی اعظم ہند حضرت مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) سے ابتدائی عربی کتب پڑھیں۔ ۱۹۳۷ء میں جہانیاں منڈی ضلع ملتان میں حضرت مولانا غلام محمد لدھیانویؒ (شاگرد: امام العصر حضرت مولانا علامہ سیّد محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ) کے زیر سایہ علمی منازل طے کیے۔ اس کے بعد مزید تعلیم کے لیے آپ نے جامعہ انوار العلوم گوجرانوالہ میں داخلہ لیا جس کے مہتمم مولانا عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ فاضل دیوبند اور صدر مدرس حضرت علامہ عبد القدیر خان کیمل پوریؒ (تلمیذ: امام العصر حضرت مولانا علامہ سیّد محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ) تھے۔

آپ نے ۱۹۴۱ء میں اپنے چھوٹے بھائی مولانا صوفی عبد الحمید خان سواتی کے ساتھ دار العلوم دیوبند کا رخ کیا اور دورۂ حدیث میں داخل ہوئے۔ دیوبند میں آپ نے شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بخاری وترمذی پڑھی، جب کہ امام المنطق والفلسفہ حضرت علامہ محمد ابراہیم بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ سے مسلم شریف اور شیخ الادب والفقہ حضرت مولانا محمد اعزاز علی امروہوی رحمۃ اللہ علیہ سے ابوداؤد شریف کی تکمیل کی۔ اس سال دورۂ حدیث میں ۳۳۳ طلبہ داخل تھے، جبکہ پورے دار العلوم میں طلبہ کی تعداد ۱۹۹۵ تھی۔ اسی سال حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو مراد آباد میں ایک تقریر کی پاداش میں گرفتار کرلیا گیا۔ اس موقع پر طلبہ دار العلوم نے حکومت کے خلاف زبردست احتجاج کیا، حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدرؒ اُس تحریک میں طلبہ کے نمائندے تھے اور انھوں نے بڑے دانشمندانہ طریقے سے اکابرین دار العلوم کے ساتھ مل کر اس ہنگامہ سے دار العلوم کو بچایا، ورنہ یہ خدشہ پیدا ہو چکا تھا کہ برطانوی حکومت اس بہانے سے دار العلوم کو بند کر دیتی۔

تدریس و دینی سرگرمیاں:

تکمیل تعلیم کے بعد آپ نے مدرسہ انوار العلوم جامع مسجد شیرانوالہ باغ (گوجرانوالہ، پنجاب) میں تدریس کا آغاز کیا۔ ۱۹۴۳ء میں آپ گکھڑ تشریف لائے جو اس زمانے میں شرک و بدعت کا گڑھ تھا۔ یہاں آپ نے جامع مسجد میں خطابت اور درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا اور نہایت صبر آزما حالات میں کام کیا، لوگوں کو توحید وسنت کی طرف دعوت دیتے رہے۔ گکھڑ میں ہی آپ نے گورنمنٹ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ میں ۱۹۴۳ء میں درس قرآن شروع کیا جس کا سلسلہ نصف صدی سے زیادہ مدت تک قائم ودائم رہا۔ ۱۹۵۵ء میں آپ نے اپنے بھائی کے قائم کردہ جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں مدرس ہوئے، جہاں آپ نے شیخ الحدیث کے عہدہ تک ترقی کی اور ۲۰۰۱ء تک بخاری شریف پڑھاتے رہے۔ ۲۰۰۱ء میں مرض کی شدت

کی وجہ سے بخاری شریف پڑھانا چھوڑ دیا۔

زمانۂ طالب علمی ہی سے خطابت کے سلسلے میں مشہور تھے۔آپ کی گرمیٔ گفتار اور تقریری صلاحیت کو دیکھ کر طالب علمی ہی کے زمانے میں دیوبند کے مشہور مجاہدِ آزادی شاعر علامہ انور صابری نے آپ کو 'صوبہ سرحد کا مولانا ابوالکلام آزاد' کے لقب سے نوازا۔ چناں چہ آپ نے متحدہ ہندوستان اور پاکستان کی سیاسی اور سماجی سرگرمیوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔تحریک آزادی میں جمعیۃ علما ہند کے پلیٹ فارم سے شریک ہوتے رہے۔قیام پاکستان کے بعد ۱۹۵۳ء میں جب تحریک ختم نبوت شروع ہوئی اس میں بھرپور حصہ لیا۔ بالآخر گرفتار ہوئے اور پہلے گوجرانوالہ جیل اور پھر نیوسینٹرل جیل ملتان کو سنت یوسفی سے زندہ رکھا۔نو ماہ جیل میں رہے۔ زنداں کی تنہائی وخلوت کی زندگی سے آپ کی تحریری زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔آپ کی مختصر خود نوشت سوانح کے مطابق آپ نے اپنی کتاب 'ایک اسلام' کا مسودہ نیوسینٹرل جیل ملتان میں ہی تیار کیا۔جیل میں بھی آپ کے علمی ودینی ذوق کی حد یہ تھی کہ تدریس وتصنیف کا سلسلہ ممکنہ حد تک جاری رکھتے۔

پاکستان میں اٹھنے والی دیگر تحریکات جیسے ''تحریک نفاذِ شریعت'' اور ''تحریک نظام مصطفیٰ'' میں پیش پیش رہے۔ ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ کے دوران ایک جلوس کی قیادت کرتے ہوئے جب ایف ایس ایف کے کمانڈر نے وارننگ دی کہ اگر انھوں نے ریڈ لائن عبور کی تو انہیں گولی ماردی جائے گی۔آپ نے تمام لوگوں کو روک کر کہا کہ آپ لوگ گواہ رہو، میں نے ۶۳ رسال کی سنت عمر گزار لی ہے، میں شہادت کی تمنا رکھتا ہوں۔ چناں چہ آپ نے سب سے پہلے اس ریڈ لائن کو پار کر کے اس چیلنج کو قبول کیا۔

طریقت میں آپ کے شیخ حضرت مولانا حسین علی (واں بھچراں ضلع میانوالی) رحمۃ اللہ علیہ تھے جو نقشبندی مجددی شیخ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور امام ربانی قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید تھے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے گل سر سبد، امام الموحدین حضرت مولانا حسین علی صاحب ''شیخ القرآن'' (رئیس المفسرین) کے طور پر جانے جاتے تھے۔آپ انھیں کے تلمیذو مجاز، ان کی فکروسوچ کے امین اور سلوک واحسان اور تفسیر وبیان میں اُن کے علمی جانشین تھے۔

جامع علمی شخصیت:

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ ایک بے مثال علمی شخصیت کے مالک تھے۔ایک طرف آپ نے مدارس میں نصف صدی سے زائد مدت تک مسند درس سجا رکھی تھی جہاں سے چالیس ہزار سے زائد طالبین علوم نبوت نے آپ سے استفادہ کیا، جو اس وقت پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں اور اپنی اپنی جگہوں پر انتہائی اہم اور قائدانہ کردار ادا کر رہے ہیں۔خصوصاً فن حدیث پر آپ کو بے انتہا عبور حاصل تھا،

چناں چہ برصغیر کے ممتاز ترین محدثین میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ دوسری طرف آپ شیخِ طریقت تھے جہاں لوگ آپ سے استرشاد کا تعلق قائم کیے ہوئے تھے۔ حضرت مولانا حسین علی نقشبندی مجددیؒ سے جو دولتِ قرآن آپ کو ملی تھی اسے بھی آپ نے گکھڑ میں نصف صدی سے زائد مدت تک پابندی کے ساتھ عوام وخواص کو تقسیم کیا۔ درس وتدریس اور تفسیر قرآن وخطابت جمعہ کی بے انتہا مشغولیت کے باوجود آپ نے تحریری میدان میں بھی قلم کی جولانی دکھائی اور مختلف موضوعات پر (چھوٹی بڑی) تقریباً پچاس کتابیں بھی تصنیف فرمائیں جو اپنی علمی وقعت، تحقیقی بلندی اور اُسلوب وزبان کی متانت کے لحاظ سے قابلِ صدرشک ہیں۔ آپ بہترین خطیب بھی تھے، پوری عمر جامع مسجد گکھڑ کے محراب ومنبر کو آپ نے اپنے علمی واصلاحی خطبوں سے رونق بخشی۔ مگر بایں ہمہ تواضع کا یہ عالم تھا کہ تحقیقی تحریروں اور علمی رفعتوں کے سبب علمی حلقوں میں جب آپ کو بجاطور پر ''امام اہلِ سنت'' کے لقب سے پکارا جاتا تو آپ کا ردعمل یہ ہوتا: ''جی ہاں میں اہل السنۃ والجماعۃ کی جامع مسجد کا امام ہوں''۔ (گکھڑ والی مسجد کا نام ''جامع مسجد اہل السنۃ والجماعۃ'' ہے۔)

دفاعِ حق اور فرقِ باطلہ کا تعاقب:

دیوبند ہی میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو 'صفدر' کا لقب عطا فرمایا تھا، جو بعد میں حرف بحرف آپ پر صحیح ثابت ہوا۔ اہلِ حق کے دفاع اور فرقِ باطلہ کے تعاقب کا سلسلہ گکھڑ کے اہل بدعت سے شروع ہوا۔ آپ نے بعد میں فتنۂ غیر مقلدیت، فتنۂ انکار حدیث، فتنۂ قادیانیت کا زبردست علمی دلائل سے رد کیا اور حق کی اشاعت وترویج کا حق ادا کر دیا۔ آپ نے جس فتنہ اور فتنہ پرور کا تعاقب کیا، اُس کو گھر تک پہنچا کر دم لیا۔ مگر بایں ہمہ آپ نے ہمیشہ متانت وسنجیدگی اور قوت استدلال سے بات کی، کٹر سے کٹر مخالف بھی آپ کی حذاقت وصداقت اور اعتدال کا قائل اور آپ کے زور استدلال کا معترف تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی تصانیف کو سند وحجت کا درجہ حاصل ہے اور ایسے تمام اختلافی مسائل جن پر ہند وپاک میں ایک عرصہ سے میدان کارزار اور جنگ وجدل کا اکھاڑہ برپا تھا، آپ نے نہایت مدلل ومحقق انداز میں مبرہن فرما دیا۔ بلاشبہ امام اہل سنت نور اللہ مرقدہ دین ومذہب اور مسلک کے معاملہ میں مضبوط ومتصلب ضرور تھے، لیکن متعصب نہیں تھے۔ یہی وہ اعتدال تھا جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کو عزیزِ جہاں بنا دیا تھا، اپنے تو اپنے پرائے اور مخالف بھی آپ کی عظمت کے قائل تھے۔ بہت کم لوگوں کو یہ اعزاز حاصل ہوا ہوگا کہ جس نے قریب قریب تمام فروعی مسائل اور فرق باطلہ کی تردید میں مدلل ومحقق انداز میں لکھا ہو، اور ان کی کھل کر تردید کی ہو، مگر اِس کے باوجود اُسے ہر فرقہ کے لوگ بلکہ عوام وخواص اور جاہل وعالم، عظمت وقدر کی نگاہ سے دیکھتے ہوں۔

کبھی کبھی کسی موضوع پر آپ سے حضرت مفتی محمد شفیع صاحب، حضرت علامہ سیّد محمد یوسف بنوری

اور حضرت مولانا مفتی محمود (رحمہم اللہ) کتاب لکھنے کا مطالبہ کرتے تھے۔ شیخ الاسلام حضرت مدنی، حضرت شیخ عبدالفتاح ابوغدہ حلبی شامی، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق حقانی، حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی، امیر شریعت حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری، حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری، محدث جلیل حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی، حضرت علامہ خیر محمد جالندھری، حضرت علامہ شمس الحق افغانی، حضرت مفتی سید مہدی حسن، حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمٰن کیمل پوری وغیرہ اکابر حضرات نے آپ کی تحریروں کی تعریف کی ہے اور ان پر اپنی گراں قدر تصدیقات ثبت کی ہیں۔

تصنیفات کی فہرست:

ذیل میں حضرت مولانا محمد سرفراز صفدر خان رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات کی ایک فہرست پیش کی جارہی ہے:

(۱) ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن (دروس قرآن [۲۱/جلدیں]) (۲) حکم ذکر بالجہر
(۳) خزائن السنن: دو جلدوں میں جامع ترمذی کی شرح (۴) اخفاء الذکر
(۵) إحسان الباری لفهم البخاری (۶) گلدستہ توحید
(۷) تبرید النواظر فی تحقیق الحاضر والناظر (آنکھوں کی ٹھنڈک) (۸) راہِ سنت
(۹) تفريح الخواطر فی رد تنوير الخواطر (۱۰) دل کا سرور (مختارِ کل)
(۱۱) تنقید متین بر تفسیر نعیم الدین (۱۲) مسئلہ نور و بشر
(۱۳) تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموتی فی البرزخ والقبور (۱۴) عبارات اکابر
(۱۵) أحسن الكلام فی ترك القراء ة خلف الإمام (۱۶) سماع موتی
(۱۷) ازالة الريب عن عقيدة علم الغيب (۱۸) طائفہ منصورہ
(۱۹) درود شریف پڑھنے کا شرعی طریقہ (۲۰) آئینہ محمدی
(۲۱) إظهار العيب فی كتاب إثبات علم الغيب (۲۲) چالیس دعائیں
(۲۳) ملا علی قاری اور مسئلہ علم غیب (۲۴) ارشاد الشیعہ
(۲۵) اتمام البرہان فی رد توضیح البیان (چار حصے) (۲۶) المسلک المنصور
(۲۷) مقام ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (۲۸) شوق حدیث
(۲۹) الكلام المفيد فی اثبات التقليد (۳۰) ینابیع (تراویح)
(۳۱) حلية المسلمين (داڑھی) (۳۲) مقالہ ختم نبوت
(۳۳) ضوء السراج فی تحقيق المعراج (چراغ کی روشنی) (۳۴) تبلیغ اسلام
(۳۵) الكلام الحاوی فی تحقيق عبارة الطحاوی (۳۶) باب جنت

(۳۷)عمدة الاثاث فی حکم الطلاقات الثلاث (۳۸)مسئلہ قربانی

(۳۹)عیسائیت کا پس منظر (۴۰)شوق جہاد

(۴۱)الشهاب المبین (مسئلہ حیات وسماع) (۴۲)راہ ہدایت

(۴۳)صرف ایک اسلام (منکر حدیث غلام جیلانی برق کی کتاب ’دواسلام‘ کے رد میں)

(۴۴)توضیح المرام فی نزول المسیح علیه السلام (۴۵)مرزائی کا جنازہ اور مسلمان

(۴۶)انکار حدیث کے نتائج (۴۷)مودودی کا غلط فتوی

(۴۸)بانی دار العلوم دیوبند (۴۹)چہل مسئلہ حضرات بریلویہ

(۵۰)خطبات امام اہل سنت (تین جلدیں) وغیرہ۔

امام اہل سنت قدس سرہٗ کی جملہ کتابیں خصوصاً عقائد وایمانیات سے متعلق تحریریں نہایت ہی ایمان افروز اور بصیرت افزا ہیں۔ان کتابوں نے بلا مبالغہ ہزار ہا ہزار ڈانواں ڈول افراد کو شکوک وشبہات سے بچایا اور ان کے دین وایمان کا تحفظ کیا۔

وفات:

۹۵/سال کی طویل عمر گزارنے کے بعد آپ ۵/مئی ۲۰۰۹ء مطابق ۹/جمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ پیر اور منگل کی درمیانی شب کو دو بجے اِس عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے۔جنازے میں دولاکھ سے زیادہ سوگوار فرزندانِ توحید نے شرکت کی اور اِس عالم ربانی، محقق دوران اور شیخ وقت کو سپرد خاک کیا۔**اللّٰھم اغفرہ وارحمہ وارفع درجاته فی جنات النعیم!**

نوٹ: مضمون کی تیاری میں مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ کی آپ بیتی سے مدد لی گئی ہے۔

(بشکریہ: ماہنامہ دار العلوم، دیوبند۔رمضان، شوال ۱۴۳۰ھ/ستمبر اکتوبر ۲۰۰۹ء، شمارہ ۹، ۱۰، جلد ۹۳)

امین ملت حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

دلائل شرعیہ بالاتفاق چار ہیں: کتاب اللہ، سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اجماع، قیاس۔ان میں سے پہلی تین دلیلیں حجت ملزمہ ہیں اور چوتھی حجت مطمئنہ۔منامات ومکاشفات دلیل کی کوئی قسم نہیں۔ہاں یہ مبشر یا منذر ہوسکتے ہیں۔ان کو ادلہ شرعیہ پر پیش کیا جائے گا، شریعت کے موافق ہوں گے تو مقبول ہوں گے، مخالف ہوں گے تو مؤول یا مردود ہوں گے۔اب دلائل شرعیہ سے صرفِ نظر فرما کر صرف اِس بات کو بنیاد بنالینا کہ یہ تازہ مکاشفہ ہوا ہے کہ فلاں فقہی مسئلہ جو فقہاء میں مسلم ہے اس کے خلاف عمل کرنا چاہئے، تو ایسے مکاشفات شرع شریف میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ہاں! جو مکاشفات شرعی احکام کے موافق ہوں اُن کو ہم مبشر یا منذر کی حیثیت میں تسلیم کرتے ہیں۔صرف مکاشفات کی بناء پر علم شریعت کو اہمیت نہ دینا کوئی دانش مندانہ سوچ نہیں ہے۔[تحقیقی نظر]

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ

مخصوص مجالس کے لیے تداعی

(ترک التداعی فی المجالس الأنواعی)

سوال:

کیا فرماتے ہیں علماءِ دین تداعی یعنی دعوت دے دے کر بلا کر یہ اجتماعات کرنے جائز ہیں یا نہیں یا تداعی کے لیے کوئی شرط جس سے بعض کو بعض سے فرق ہو سکے؟

(۱)......تداعی سے مجلس ذکر مسلسل مقرر کرنا۔ (۲)......تداعی سے مجلس درود

(۳)......تداعی ہر سال اجتماعی اعتکاف۔ (۴)......دعائے طویل علاوہ نماز کے۔

(۵)......ختم قرآن۔ (۶)......ختم درسِ بخاری۔

(۷)......دعاء کے لئے ختم بخاری (۸)......ابتدائے درس بخاری۔

(۹)......تداعی سے جماعتیں: تہجد، اوابین، اشراق، چاشت، صلوٰۃ التسبیح، سنن مؤکدہ وغیر موکدہ۔

(۱۰)...... جماعت تراویح، استسقاء، لیلۃ البراءۃ، کسوف میں اور ان مذکورہ میں فرق کا سبب۔

(۱۱)...... تداعی سے لیلۃ القدر، البراء ۃ، شب عید الفطر، شب عید الاضحیٰ کی بیداری اور شب معراج، ۲۷/رجب کی اجتماعی عبادت درست ہیں یا مکروہ یا گناہ، عورتوں کا مسجد آنا۔

(۱۲)......کیا ان کا اعلان عام تداعی نہیں ہے؟

☆......☆......☆......☆

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

''درِمختار'' میں ہے:

''(ولا یصلی الوتر و) لا (التطوع بجماعۃ خارج رمضان) أی یکرہ ذلک علی سبیل التداعی بان یقتدی اربعۃ بواحد کما فی الدر.......وفی الاشباہ عن البزازیہ : یکرہ الاقتداء فی صلوٰۃ رغائب وبراء ۃ وقدر الخ .''

علامہ شامی لکھتے ہیں:

''(قولہ علی سبیل التداعی) ھوان یدعوبعضھم بعضا کمافی المغرب وفسرہ الوافی بالکثرۃ وھولازم معناہ.'' [شامی:۲/۴۸،۴۹]

نیز ''وإحياء ليلة العيدين والنصف من شعبان والعشر الأخير من رمضان والأول من ذی الحجة'' پر بحث کرتے ہوئے علامہ شامی فرماتے ہیں:

''وفی الإمداد: ويحصل القيام بالصلوٰة نفلا فرادی من غير عذر مخصوص وبقراءة القرآن والأحاديث وسماعها والتسبيح والثناء والصلوٰة والسلام على النبیﷺ الحاصل ذلک فی معظم الليل الخ : أشاربقوله: ''فرادی'' إلى ماذكربعد فی متنه من قوله: ''ويكره الاجتماع على إحياء ليلة من هذا لليالی فی المساجد.'' وتمامه فی شرحه، وصرح كراهة ذلک فی الحاوی القدسی، وقال: ماروی من الصلوٰة فی هذا الأوقات يصل فرادی غير التراويح، قال فی البحر: ومن هنا يعلم كراهة الاجتماع على صلوٰة الرغائب التی تفعل فی رجب فی أول جمعة منه، وأنها بدعة، وما يحتاله أهل الروم من نذرها لتخرج عن النفل والكراهة فباطل اه. قلت: وصرح بذلک فی البزازية كماسيذكره الشارح آخر الباب الخ.[شامی:۱/۶۴۲]

پھر آخر باب میں بزازیہ کی عبارت اس طرح نقل کی ہے:

''ولاينبغی أن يتكلف الالتزام مالم يكن فی الصدر الأول كل هذا التكلف لاقامة أمرمكروه، وهو أداء النفل بالجماعة على سبيل التداعی، فلو ترک امثال هذه الصلوٰت تارک ليعلم الناس أنه ليس من الشعائر فحسن. اه. وظاهره أنه بالنذرلم يخرج عن كونه أداء النفل بالجماعة.[شامی:۱/۶۶۴]

شرح منية کبیری میں تحیۃ الوضوء، تحیۃ المسجد اور بعد المغرب کے نوافل، استخارہ کی نماز اور صلوٰۃ التسبیح، صلوٰۃ الحاجۃ نیز چاشت اور تہجد کی نماز کے ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے:

''فالصلوٰة خير موضوع مالم يلزم منها ارتكاب كراهة. واعلم أن النفل بالجماعة على سبيل التداعی مكروه على ماتقدم ماعدا التراويح وصلوٰة الكسوف والاستسقاء، فعلم أن كلا من الصلوة الرغائب ليلة أول جمعة من رجب وصلوة البراءة ليلةالنصف من شعبان وصلوٰة القدر ليلة السابع والعشرين من رمضان بالجماعة مكروهة.[کبیری:۴۱۱]

فقہاء کرام کی ایسی عبارات سے ثابت اور واضح ہے کہ تراویح، صلوٰۃ الکسوف، صلوٰۃ الاستسقاء کے علاوہ تمام نوافل میں تداعی کے ساتھ جماعت مکروہ اور ممنوع ہے۔ یہاں تک کہ وتر کی جماعت بھی صرف رمضان میں ہے غیر رمضان میں وہ بھی مکروہ ہے، جبکہ تداعی کے ساتھ ہو، اِس سے معلوم ہوگیا کہ تہجد، اوابین، اشراق، چاشت، صلوٰۃ التسبیح، سنن مؤکدہ وغیر مؤکدہ اور شبِ معراج ۲۷/ رجب کی اجتماعی عبادات بوجہ تداعی کے مکروہ ہیں۔ مجلس ذکر اور مجلس درود شریف بھی اجتماعی طور پر تداعی کے ساتھ اگر ہوگی، تو

اس کا حکم بھی یہی ہوگا۔ اِس لیے کہ یہ مجلس مستحب اور نفل عبادت میں داخل ہے اور نفل عبادت کے لیے تداعی اور اعلان کا مکروہ ہونا اوپر ثابت ہو چکا ہے۔

اعتکاف اگر نفلی ہو تو پھر اس کا حکم واضح ہے کہ اس کے لیے تداعی مکروہ ہوگی، اعتکاف سنت مؤکدہ عشرہ اخیرہ رمضان المبارک میں اگر یہ خیال کیا جائے کہ یہ صرف شہر رمضان المبارک کی مخصوص عبادت ہے اور وہ بھی صرف عشرہ اخیرہ کی تو تراویح کی طرح اس کے لیے تداعی اور اعلان درست ہوگا اور مکروہ نہ ہوگا۔ اور دوسری سنت مؤکدہ یعنی نماز سے اس کو بھی امتیاز ہوگا، کہ وہ ہر روز ہیں، اس لیے ان میں جماعت میں حرج ہے، بخلاف اعتکاف سنت مؤکدہ کے، کہ اس میں حرج نہیں ہے۔ مگر جب یہ دیکھا جائے کہ شارع علیہ السلام نے اعتکاف کے لیے تداعی نہیں فرمائی اور اہتمام والتزام کے ساتھ خود اعتکاف کرنے کے باوجود دوسروں کو صرف ترغیب ہی فرمائی ہے، اجتماعی اعتکاف پر عمل نہیں فرمایا تو معلوم ہوتا ہے کہ شارع علیہ السلام کے نزدیک اس میں انفرادیت کی شان پسندیدہ ہے، اہتمام کے ساتھ اجتماعیت پسندیدہ نہیں ہے، ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے اعتکاف کے خیموں کا مسجد سے ہٹا دینے (جیسا کہ بخاری شریف: ۱/۲۷۲ پر مروی ہے) کی توجیہات شارحین نے مختلف کی ہیں، مگر اس توجیہ کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ اس طرح کی اجتماعیت کی شان اعتکاف میں پسندیدہ نہیں ہے اور وہ تداعی سے خالی عام طور پر نہیں ہوتی۔ حالانکہ اس واقعہ میں تداعی نہیں۔ پھر حسب اعلان و تداعی اور اہتمام والتزام کی صورت ہو تو وہ کیسے پسندیدہ ہوگی؟ اس لئے تداعی کو مکروہ کہا جائے گا۔

یہی حکم دعاء طویل و قصیر کا ہے جو علاوہ نماز کے ہو اور اس کے لیے تداعی اور بلاوا ہو، ورنہ نماز کے تابع ہوگی اور جائز و مسنون ہوگی، یا وعظ کے تابع ہو کر جائز ہوگی۔

درسِ بخاری، ختمِ بخاری ہو، یا ابتداء، چونکہ از قبیل تبلیغ احکام اور مامور بہ کا فرد ہے، اس لیے اس کے لیے تداعی جائز ہے، البتہ ختم قرآن پر محض دعا کے لیے تداعی کو بغیر وعظ و تبلیغ کے مکروہ کہا جائے گا۔

نماز تراویح وغیرہ اور تہجد وغیرہ میں فرق کا سبب اصل میں تو شارع علیہ السلام سے ثبوت ہونا نہ ہونا ہے، تراویح وغیرہ میں ثبوت جماعت کا خلاف قیاس ہوا ہے، اِس لیے ان میں جماعت جائز اور مسنون ہے اور تہجد وغیرہ میں نہیں ہوا ہے، اِس لیے مکروہ ہے، کیونکہ نفلی عبادت میں اصل انفراداً ان کا اداء کرنا ہے، اجتماعی ادائیگی جس جگہ ثابت ہے اسی جگہ اس پر عمل کیا جائے گا، دوسری جگہ اس پر قیاس کر کے عمل نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ مقیس علیہ خود خلافِ قیاس ہے۔ قیاس کا تقاضہ نفل عبادت میں تنہائی اور انفرادیت ہے، اس سے عدول کے لیے کسی نص کی ضرورت ہوگی۔ (بقیہ صفحہ 43 پر)

ابو مطیع قسط:۴

(......رجم کی مشروعیت اوراس کے منسوخ نہ ہونے کا اثبات......)

رجم کے بارے میں لاہوری مرزائیوں کا موقف اوراس کا رد

مرزائیوں کا ایک گروپ ''لاہوری مرزائی'' کہلاتا ہے، ان میں اصل اختلاف یہ ہے کہ مرزے کا دوسرا خلیفہ یعنی دوسرا جانشین کون ہے؟ قادیانی گروپ مرزا بشیر الدین محمود کو دوسرا جانشین مانتا ہے جبکہ لاہوری گروپ دوسرا جانشین محمد علی لاہوری کو مانتا ہے۔ مگر مرزے کو مسیح موعود کہہ کر اسے نبی دونوں ہی مانتے ہیں اور بہت سے عقائد میں دونوں گروپ شریک ہیں۔ رجم کو زنا کی حد جیسے قادیانی گروپ نہیں مانتا لاہوری گروپ بھی اس پر اشکالات ہی کرتا ہے۔ دیکھئے محمد علی لاہوری کی کتاب ''دین اسلام'' ص ۸۰۸ تا ۸۱۴ نیز محمد علی لاہوری کی تفسیر بیان القرآن ج ۲ ص ۹۵۵ تا ص ۹۵۷ حاشیہ نمبر ۲۳۰۳ تحت قولہ تعالیٰ: اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِیْ الآیۃ (النور:۲) ذیل میں اس کی کچھ باتیں نقل کر کے جواب دیا جاتا ہے۔

قَالَ: کیا رجم اسلام میں سزائے زنا ہے:

''یہاں ایک نہایت ضروری سوال جو پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آیا رجم یعنی سنگسار کرنا بھی زنا کی سزا ہے یا نہیں ......تعامل اور احادیث دونوں میں بیاہے ہوؤں کے لئے سزا رجم ہے اور بن بیاہوں کے لیے سو جلد......اب سوال یہ ہے کہ قرآن شریف کے صریح الفاظ کے بالمقابل کونسی سند ہے جس کی بنا پر سنگساری کی سزا دی جاسکتی ہے۔'' [بیان القرآن مرزائی: ۹۵۵/۲ حاشیہ ۲۳۰۳]

اَقُوْلُ: [۱]......اس کو اسلام کے خلاف کوئی نہ کوئی سوال ہی سوجھتے ہیں لیکن جب قادیانی کہتا ہے کہ: 'محمد رسول اللہ میرے بارے میں ہے۔' [ایک غلطی کا ازالہ، ص ۳ در روحانی خزائن: ۲۰۷/۱۸] وہاں اس کو کوئی سوال نہیں سوجھتا۔ جب قادیانی کہتا ہے 'سب انبیاء کے نام اسے دے دیئے گئے۔' [براہین احمدیہ حصہ پنجم در روحانی خزائن: ۱۱۱/۲۱، ۱۱۲] اس کے بارے میں کوئی سوال نہیں اٹھاتا۔

[۲]...... یہ کون ہوتا ہے احادیث کے خلاف اور ساری امت کے تعامل کے خلاف سوال اٹھانے والا؟ مومن کا کام ان میں تطبیق دینا ہے۔ ایسے سوالات کرنا کسی ملحد کا کام تو ہوسکتا ہے کسی مؤمن کا کام نہیں ہوسکتا۔

قال: رجم کے متعلق حضرت عمرؓ کا قول:

اول وہ روایات ہیں جن میں حضرت عمرؓ کا قول منقول ہے کہ قرآن شریف میں کوئی آیت رجم سے متعلق تھی ایک روایت جو صحیحین میں ہے' یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا:'' **فکان فیما انزل علیہ آیہ الرجم** ...... یہ ایسی کچی بات ہے کہ ایک لحہ کیلئے بھی قبول نہیں کی جاسکتی اور نہ حضرت عمر کی طرف منسوب ہوسکتی ہے قرآن شریف میں ایک آیت اترتی ہے اسے لوگ پڑھتے ہیں یاد بھی رکھتے ہیں پھر حضرت عمر کہتے ہیں میں اسے قرآن میں نہیں لکھ سکتا کیونکہ لوگ کہیں گے عمر نے کتاب اللہ میں بڑھا دیا بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر نے اس خوف سے اسے نہیں لکھا کہ لوگ ایسا کہیں گے مگر حضرت عمر جیسا جری القلب انسان لوگوں سے ڈر کر کس طرح ایک حق بات کو ترک کرسکتا تھا اور پھر یہ کیونکر ہوسکتا تھا کہ سوائے حضرت عمر کے اور کسی کو اس آیت کا علم بھی نہیں ہوتا۔[ایضاً ص ۹۵۵،۹۵۶]

اقول: [۱]......صحیحین کی مشہور روایت کو امت مسلمہ نے ہر دور میں قبول کیا۔ روایت میں 'سقم' صرف یہ ہے کہ یہ تمہارے مزاج کے مطابق نہیں، قادیانی کے مزاج کے مطابق ہوتی تو تو فوراً قبول کرتا۔ چنانچہ محمد علی لاہوری کا سسر ڈاکٹر بشارت لکھتا ہے کہ: مرزا قادیانی نے ۱۸۸۶ء میں ایک اشتہار کے ذریعہ اعلان کیا کہ اللہ نے اسے ایک عظیم الشان لڑکے کی بشارت دی ہے۔[مجدد اعظم حصہ اول ص ۱۴۵،۱۴۶] اس عظیم الشان لڑکے کو مرزائی مصلح موعود کہتے ہیں۔ بہر حال اس سال بجائے لڑکے کے لڑکی پیدا ہوئی ہر طرف مرزا ذلیل ہوا تو کہنے لگا میں نے کب کہا تھا کہ وہ لڑکا اسی حمل سے ہوگا۔(ایضاً ص ۱۴۶) اگلے سال ۷/اگست ۱۸۸۷ء مرزے کے ہاں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام بشیر احمد رکھا اور اشتہار دے دیا کہ وہ لڑکا جس کی بشارت تھی وہ پیدا ہوگیا ہے۔ مگر ۱۴/نومبر ۱۹۸۸ کو وہ لڑکا فوت ہوگیا جس سے مرزے کو اور زیادہ ذلت و رسوائی دیکھنی پڑی۔ [ایضاً ۱۴۷] مگر چونکہ مرزے کی بات تھی اس لیے کتنی ہی غلط ہو مرزائیوں کی عقل میں آجاتی ہے۔ چنانچہ ان سب حقائق کے باوجود مرزائی یہی کہتے ہیں کہ مرزے کی بات جھوٹ نہیں ہوسکتی، وہ لڑکا موجودہ نسلوں میں نہ سہی پھر کبھی پیدا ہوگا، چنانچہ محمد علی لاہوری کا سسر ڈاکٹر بشارت لکھتا ہے مصلح موعود کا زمانہ تین صدی سے قبل نہیں ہوسکتا۔[مجدد اعظم حصہ اول ص ۱۵۹]

[۲]......حضرت عمرؓ کے زمانہ میں کسی صحابی سے اِس کا اِنکار منقول نہیں یا کسی غیر صحابی نے اشکال کیا ہوگا یا آیت کے منسوخ فی التلاوۃ ہونے کی وجہ سے حضرت عمرؓ کو اس کا خدشہ ہوا کہ مستقبل میں لوگ اس حکم ہی کا انکار نہ کردیں، اس لیے اس کی اہمیت بتانے کیلئے حضرت عمرؓ نے یہ بات ارشاد فرمائی۔

[۳]......حضرت عمرؓ کا نہ لکھوانا بندوں کے ڈر سے ہرگز نہ تھا۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے آنحضرت ﷺ

نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ میں منافقین کو اس وجہ سے نہیں مرواتا کہ لوگ کہیں گے کہ محمد ساتھیوں کو مروا دیتا ہے۔[بخاری:۷۲۸/۲ تحت سورۃ المنافقون] یہ مطلب نہیں کہ آپ کو لوگوں کا ڈر تھا، ہرگز نہیں! بلکہ اس وجہ سے کہ لوگ اس کو دین کے بدنام کرنے کا ایک بہانہ بنا لیتے اور دوسروں کو اسلام سے روکتے۔اس طرح حضرت عمرؓ کا ارادہ تھا حاشیہ میں لکھوانے کا، مگر ایسا اس لئے نہ کیا کہ بعد والے کہیں اس کو باقی آیات کے ساتھ نہ لکھ لیں۔

قَالَ: سنت قرآن کو منسوخ کردے یہ بات نا قابل تسلیم ہے، اس کے یہ معنی ہوئے کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں ایک حکم نازل کرتا ہے رسول اللہ ﷺ اس کے خلاف حکم دیتے ہیں۔[ایضاً:۹۵۶]

اَقُوْلُ: [۱]......آنحضرت ﷺ تو قرآن کے خلاف حکم نہ دیتے تھے۔سورۃ النور آیت ۲ میں ذکر کردہ سزا ہے ہی زانی غیر محصن کے بارے میں۔مگر چونکہ اس کی وضاحت آنحضرت ﷺ نے فرمائی، اِس لئے تجھے قبول نہیں۔دوسری طرف قرآن کریم نے سر پر مسح کا حکم دیا، تیرا قادیانی کہتا ہے کہ میرے نزدیک پگڑی پر مسح جائز ہے۔[فقہ احمدیہ:۵۷/۲ بحوالہ فتاوی مسیح موعود:۶۶] یہ بات تجھے قرآن کے خلاف نظر نہ آئے گی۔

[۲]......قرآن نے وضو میں پاؤں کو دھونے کا حکم دیا، مگر چونکہ مرزے نے سوتی جرابوں پر مسح کیا اور کہا کہ جائز ہے۔[مجدد اعظم:۱۱۶/۱، ۱۱۷] اس لئے تُو اس کو مانتا ہے اور قرآن کی مخالفت نہیں سمجھتا بلکہ بوٹ پر بھی مسح کو جائز مانتے ہو۔[دین اسلام:۴۲۸، فقہ احمدیہ:۵۴/۲] محمد علی لاہوری خود لکھتا: ہاں حالت وضو میں موزے یعنی جراب پہن لی جائے تو پانچ نمازوں تک اس پر مسح جائز ہے اور وہ اس آیت کے خلاف نہیں بلکہ اس کی تفصیل ہے جس طرح زخم وغیرہ میں کسی عضو پر مسح کر لینا اس کے خلاف نہیں۔[بیان القرآن:۴۱۰/۱ حاشیہ ۷۹۳] ہم کہتے ہیں: اسی طرح زانی محصن کو رجم کرنا قرآن کی تفصیل ہے، سورۃ النور کی آیت کے خلاف نہیں۔مگر قادیانیت تجھ سے چھوٹے تو تجھے یہ حقائق سمجھ آئیں۔

قَالَ: یہ سچ ہے کہ احادیث میں رجم کی سزا کا ذکر ہے، مگر یہ یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ ایک خاص رجم کا واقعہ اس آیت کے نزول کے بعد کا ہے۔اور جب تک یہ ثابت نہ ہو اس وقت تک یہ دعوی ثابت نہیں کہ سنت نے قرآن کو منسوخ کردیا۔اتنا عظیم الشان دعوی کہ نبی کریم ؐ کا عمل قرآن کو منسوخ کردے، حالانکہ قرآن میں صاف لکھا ہوا ہے: ان اتبع الا ما یوحی الی ایسی فرضی باتوں سے ثابت نہیں ہوسکتا۔ہمیں علم نہیں کہ رجم کا حکم نبی کریم ﷺ نے اس آیت کے نزول کے بعد دیا۔اس لئے ہم یونہی تسلیم کریں گے کہ جب قرآن شریف میں زنا کے لیے جلد کا حکم دیا تو پھر نبی کریم ﷺ نے اس کے خلاف عمل نہیں کیا۔ہاں اس کے نزول سے پہلے شریعت سابقہ کے مطابق اگر رجم کیا ہو تو یہ امر دیگر ہے۔الگ الگ احادیث پر بحث کی

یہاں گنجائش نہیں۔[ایضاً:۹۵۶]

اَقُوْلُ:

[۱]...... پہلے یہ بتا کہ قادیانی نے جرابوں پر جو مسح کیا، پگڑی پر جو مسح کو جائز مانا وہ نزولِ قرآن سے پہلے ہے یا بعد میں۔ تمہارا قادیانی نزولِ قرآن کے بعد جو چاہے کرے وہ تمہیں قرآن کے خلاف نظر نہیں آتا اور ہمارے نبی ﷺ جن پر قرآن اترا اور ہمارے خلفاء راشدین جن کی اتباع کا ہمارے آقا ﷺ حکم دے گئے[مشکوۃ:۱/۳۰] ان کے اعمال تجھے قرآن کے خلاف نظر آتے ہیں۔!!

[۲]...... یہ بتا خلافتِ راشدہ کے دور میں جو عمل ہوا وہ سورۃ النور کی آیت کے نزول سے پہلے ہوا یا بعد میں؟ کیا کسی صحابی ؓ کو پتہ نہ چلا کہ یہ قرآن کے خلاف ہورہا ہے؟ اتنی ظالمانہ سزا، اور سب خاموش سوائے مرزائیوں کے کسی نے خبر نہ لی۔

[۳]...... آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں رجم کی سزا سورۃ النور کے نزول کے بعد دی گئی ہے۔ چنانچہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ صحیح بخاری کے حاشیہ میں عمدۃ القاری کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

وقد قام الدليل على أن الرجم وقع بعد سورة النور؛ لأن نزولها كان فى قصة الإفك، واختلف هل كان فى سنة أربع أو خمس أو ست، والرجم كان بعدذلك، وقد حضره أبو هريرة، وإنما أسلم سنة سبع. ۱۲ع [حاشیہ بخاری:۱۰۰۶ حاشیہ نمبر۹]

[۴]...... چونکہ سب احادیث پر کلام کر کے تو پھنستا ہے اس لیے یوں کہہ کر جان چھڑاتا ہے کہ الگ الگ احادیث پر بحث کی یہاں گنجائش نہیں۔ خود بخاری شریف میں خاصی احادیث ہیں۔ خود محمد علی لاہوری کے ترجمہ بُخاری فضل الباری میں کئی ایسی احادیث ہیں۔ دیکھئے فضل الباری:۲/۱۸۷، **باب رجم المحصن**، فضل الباری:۲/۱۲۷۳، **باب رجم الحبلى إذا احصنت** فضل الباری: ۲/۱۲۷۷ تا ۱۲۷۹۔ امام بخاریؒ نے سورۃ النور کی آیت ۲ ذکر کر کے اس پر باب باندھا ہے: **باب البكران يجلدان وينفيان** ۔ اس کا مطلب واضح ہے کہ یہ آیت ہے ہی غیر محصن کے بارے میں۔ ان سب کا جواب لاہوری یہی دے رہا ہے کہ یہ سورۃ النور کے نزول سے پہلے کی باتیں ہیں۔ مگر اس بارے میں اس کے پاس دلیل کوئی نہیں۔ اور اصل بات یہی ہے کہ اس کا قبلہ قادیانی ہے، اِس نے بس قادیانی کی طرفداری کرنی ہے۔ دیکھئے یہاں امام بخاریؒ کا یا حضرت ابن عباسؓ کا نام تک نہیں لیتا جنہوں نے حضرت عمرؓ سے رجم کی آیت کی روایت کی ہے، لیکن ''توفی'' کے معنی کی باری آتی ہے تو چلا چلا کر کہتے ہیں کہ: 'امام المفسرین حضرت ابن عباس سے متوفیک کے معنی خود بخاری میں ممیتک مروی ہیں۔'' [بیان:۱/۲۲۵ حاشیہ ۴۴۴]

قَالَ: اجماع سے قرآن منسوخ نہیں ہوسکتا، رجم پر اجماع امت نہیں:

اجماع اصل میں کوئی چیز نہیں......رجم پر اجماع کیونکر کہا جاسکتا ہے جبکہ حضرت عمر کے زمانے میں بھی بعض لوگ ایسا کہتے تھے...... **إن أناسا يقولون ما الرجم في كتاب الله وإنما فيه الجلد.** یہ روایت احمد کے الفاظ ہیں۔ مروان کے سامنے بھی ایسا ہی ذکر ہوا۔ پھر عمر بن عبدالعزیز کے سامنے بھی یہی قصہ پیش آیا۔ پھر خوارج سارے کے سارے رجم کے منکر ہیں تو اسے اجماع کہنا صحیح نہیں۔[ایضاً:۹۵۶]

اَقُوْلُ: تجھ سمیت سب مرزائی بھی تو رجم کے منکر ہیں، منکرین حدیث اور اصلاحی بھی۔ مگر یاد رکھیں خارجیوں کا اور تم جیسوں کا الگ ہونا اجماع میں خلل نہیں ڈالتا، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سب اس مسئلہ پر متفق ہیں ان کے پیروکار اہل سنت سب متفق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان کے ساتھ رکھے آمین۔ تم جیسوں کا الگ ہونا ہم پر بوجھ نہیں۔

قَالَ: اصل پرکھ یہی ہے کہ ایک بات کتاب اللہ میں ہے یا نہیں، اگر کتاب اللہ میں صراحت سے ہے تو کوئی حدیث اس کے خلاف قبول نہیں کی جاسکتی۔ اگر کتاب اللہ میں اجمال ہے یا مسئلہ نہیں تو حدیث سے لیں گے اس کے بعد قیاس ہے اور بس۔ سو یہ بات کہ رجم زنا کی سزا ہے، پہلے مرحلہ پر ہی غلط ٹھہرتی ہے، اس لیے یہاں نہ حدیث کی ضرورت ہے نہ قیاس کی۔ اور خلاف تصریح قرآن کریم جو حدیث یا قیاس ہو وہ قبول نہیں کیا جاسکتا اور اجماع محض ایک وقتی حادثہ ہوتا ہے۔[بیان..مرزائی:۲/۹۵۵،۹۵۶ حاشیہ ۲۳۰۳]

اَقُوْلُ: [۱]......محمد رسول اللہ سے قادیانی کی ذات کا مراد ہونا کس مرحلہ میں درست تھا جو قادیانی نے یہ بات کہی؟ سب انبیاء کے نام قادیانی کو مل گئے اس کی صراحت تمہیں کہیں کتاب اللہ میں ملی؟

[۲]......اگر رجم کا زنا کی سزا ہونا پہلے مرحلہ پر غلط ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ صحابہ کرامؓ کے زمانہ حکومت میں نہ صرف یہ کہ عوام پر دین کے نام سے ظلم عظیم ہوتا رہا بلکہ اس ظلم کے خلاف معمولی سا احتجاج بھی نہ ہوا۔

[۳]......جرابوں پر اور پگڑی پر مسح بھی پہلے ہی مرحلہ پر غلط ٹھہرتا ہے یا نہیں؟ اگر حدیث نبوی سے اس کو ماننا آیت کریمہ کے خلاف نہیں تو رجم کو ماننا آیت کریمہ کے خلاف کیوں ہوگا۔ جبکہ سوتی جراب اور پگڑی پر مسح کے بارے میں امت کا اتفاق بھی نہیں۔

[۴]......تمہارے ہاں اجماع کی کوئی حیثیت نہیں، قادیانی کی اور تیری اپنی تو ہے۔ اب بتا کہ تو کوئی آسمان کا تارا ہے یا خلائی مخلوق ہے؟ تیری کیا حیثیت ہے کہ ساری امت کے خلاف تیری مانی جائے؟ ساری امت کو غلط کہنے سے بہتر یہ نہیں کہ تجھ اکیلے کو غلط مان لیں۔ تیرے ہاں اجماع کی کوئی حیثیت نہیں اور

ہمارے ہاں اجماع سے کٹنے والے کی کوئی حیثیت نہیں۔تُو اپنا عقیدہ ہم پر مسلط نہ کر۔الحمد للہ ہمیں اپنے عقیدے کی غیرت موجود ہے۔

قَالَ: اگر رجم بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک سزائے زنا ہوتی تو نصف ما علی المحصنات کا لفظ استعمال نہ کیا جاتا۔پس قرآن کریم کی یہ دوسری آیت بھی صاف بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک رجم زنا کی سزا نہیں۔[بیان القرآن مرزائی:۲/۷۹۵،حاشیہ ۲۳۰۳]

اَقُوْلُ: [۱]...... جب امت مسلمہ نے زانی محصن کے لیے رجم کو مانا،اس وقت بھی قرآن کریم میں یہ خط کشیدہ الفاظ موجود تھے۔یہ نہیں کہ ان کو ان کا پتہ نہ تھا۔مگر اس کے باوجود امت مسلمہ نے زانی محصن کی سزا رجم پر اجماع کیا،اس لئے ایسے شبہات سے ہمیں وسوسہ ڈالنے کی کوشش نہ کر۔ہمیں امت کے ساتھ رہنا ہے۔

[۲]......آپ نے عسیف کی حدیث میں صاف فرمایا میں کتاب اللہ کے ساتھ فیصلہ کروں گا۔[بخاری:۲/۱۰۰۸،مسلم:۲/۶۹] اور تو کہتا ہے کہ رجم کا فیصلہ کتاب اللہ کے خلاف ہے۔مسلمان تو وہی مانے گا جو اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا۔

[۳]......خوارج کا اختلاف معتبر نہیں کیونکہ سب صحابہؓ اس مسئلہ میں متفق ہیں۔کسی ایک سے بھی اس کے خلاف منقول نہیں۔اور خوارج تو ہیں ہی خوارج۔امت کے مقابل اُن کا نام لیتے ہوئے شرم نہیں آتی؟

[۴]......تو قرآن کا تو صرف نام لیتا ہے۔اصل قبلہ تیرا قادیانی ہے جیسے چوروں کو قطع ید کی سزا بری لگتی ہے زانیوں کو رجم کی سزا سے تکلیف ہے،تیرا قادیانی جو دوسرے نکاح کے بعد مسیح موعود بنا اور مسیح موعود ہو کر کبھی کبھی زنا کر لیتا تھا وہ رجم کا حقدار تھا تجھے تکلیف تو اصل یہ ہے۔

[۵]......قرآن میں واضح طور پر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو سولی نہیں دیا گیا۔مگر تو کہتا ہے ان کو سولی چڑھایا گیا۔[بیان القرآن مرزائی:۲/۳۹۳،حاشیہ ۷۶۲]

قرآن میں ہے کہ کئی مرتبہ اللہ نے مردوں کو زندہ کیا،مگر تو کہتا ہے نہیں کیا۔[ایضاً:۵۱]

قرآن کہتا ہے کہ یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں رو رو کر سفید ہو گئی تھیں،حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص لگی تو بینائی واپس ہو گئی۔تو اس کا منکر ہے۔[ایضاً:۶۹۵،۶۹۸]

معجزات مسیح کا تو منکر ہے۔[ایضاً ص ۲۱۵ تا ۲۲۱]

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بن باپ ہونے کا بھی تو منکر ہے۔[ایضا:۲۱۳]

تو ایک اور کفر کر لے تو تجھ سے کیا بعید؟ (جاری۔۔۔۔)

☆......☆......☆......☆

مفتی رب نواز حفظہ اللہ
قسط: ۳۰

زبیر علی زئی کا تعاقب

زبیر علی زئی:

رب نواز دیوبندی[۲۴۲] نے سرفرازی کتابوں مقامِ ابی حنیفہ اور طائفہ منصورہ وغیرہما کے بارے میں لکھا:
''جواب بھی سامنے نہیں آیا:'' (مجلّہ صفدر گجرات: ۱۴/ص ۴۱)
عرض ہے کہ میری کتاب توضیح الاحکام عرف فتاوی علمیہ کی دوسری جلد کے درج ذیل مضامین[۲۴۳] دیکھ لیں:
۱: سرفراز صفدر کا علمی و تحقیقی مقام[۲۴۴]! (ص ۳۷۵_۳۸۹)
۲: امام یحییٰ بن معین اور توثیقِ ابی حنیفہ[۲۴۵]؟ (ص ۳۸۹_۴۰۱)
۳: نیز دیکھئے کلید التحقیق: فضائل ابی حنیفہ کی بعض کتابوں پر تحقیقی نظر[۲۴۶] (تحقیقی مقالات: ۴/ ۳۱۹، ۳۲۷)
اہل حدیث[۲۴۷] بحمد اللہ قلم و قرطاس[۲۴۸] کے ساتھ میدان میں ہیں اور ان شاء اللہ بڑی دیر تک آلِ دیوبند کے بدعتِ کبریٰ[۲۴۹] والے عقائد ضالہ اور اکاذیب[۲۵۰] سے پردہ اُٹھتا رہے گا۔

وما علینا إلا البلاغ [۲۰/ اپریل ۲۰۱۲ء]

الجواب:

۲۴۲

بندہ نے دیوبندیوں کی طرف سے شائع شدہ ۱۰ رسائل و کتب کے نام لکھ کر کہا تھا کہ ان کا جواب غیر مقلدین نہیں لکھ سکے۔ دیکھئے حاشیہ: ۸۔

علی زئی صاحب نے ''مقام ابی حنیفہ'' اور ''طائفہ منصورہ'' کے علاوہ باقی سب کتابوں کو الفاظ ''وغیرہما'' کے پردہ میں چھپالیا۔ علی زئی صاحب کو چاہیے تھا کہ وہ ان کتابوں کے جواب کی نشاندہی کرتے مگر انہوں نے تو اپنا فائدہ خاموشی میں دیکھا۔ اگر ان کتابوں کا جواب کسی غیر مقلد نے لکھا ہے تو ہمیں مطلع کیا جائے۔

۲۴۳

آپ کے ان مضامین میں نہ تو طائفہ منصورہ کتاب کا جواب ہے اور نہ ''وغیرہما'' کے پردہ میں

چھپائی گئی کئی دیگر کتب کا۔ صرف ''مقام ابی حنیفہ'' کے چند حوالوں پر کچھ برہمی کا اظہار ہے، بندہ نے اس وقت لکھ دیا تھا:

''اور بعض (کتب) کی صرف چند باتوں پر طبع آزمائی کی گئی، مگر مکمل جواب کی ہمت کسی غیر مقلد کو نہیں ہوسکی'' دیکھیے، حاشیہ: ۸۔

بعض باتوں پر طبع آزمائی کی بات علی زئی صاحب کے اس مضمون کی وجہ سے لکھی تھی جس کے پڑھنے کی وہ عرصہ دراز بعد دعوت دے رہے ہیں۔

۲٤٤

اس مضمون کا جواب حضرت مولانا عبدالقدوس قارن صاحب دام ظلہ نے ماہنامہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ [اگست ۲۰۱۱ء] میں ''آفتابِ تحقیق کی تحقیقی کرنوں کا انکار (ایک غیر مقلدانہ جسارت)'' عنوان سے دیا ہے جو اکیس (۲۱) صفحات پر مشتمل ہے۔ اَب اکتوبر ۲۰۱۵ء تک اس کا جواب الجواب کسی غیر مقلد کا لکھا ہوا میرے علم میں نہیں آسکا۔

علی زئی صاحب بزعمِ خود اس مضمون میں حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب رحمہ اللہ کے مقام کو گرانے کی کوشش میں لگے رہے، لیکن ان کا بلند مقام اس قدر مسلّم ہے کہ خود غیر مقلدین نے بھی انہیں خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ حوالہ جات حاضر ہیں:

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کا مقام ومرتبہ:

۱......ارشادالحق اثری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''عصر حاضر میں جو حضرات تحریراً خدمتِ دین کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں اُن میں ایک دیوبندی مکتبِ فکر کے نامور عالمِ دین حضرت مولانا سرفراز صاحب صفدر [شیخ الحدیث نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ] ہیں جو ماشاء اللہ دو درجن سے زائد کتابوں کے مصنف ہیں اور اُن کے حلقہ میں انہیں خوب پذیرائی حاصل ہے۔'' [مولانا سرفراز صفدر اپنی تصانیف کے آئینے میں: ۱۴]

اثری صاحب لکھتے ہیں:

''حضرت مولانا محمد سرفراز صاحب بلاشبہ متبحر عالم اور عرصہ دراز سے تعلیم وتعلم اور تصنیف وتالیف میں مشغول ہیں۔'' [مولانا سرفراز صفدر: ۱۷]

اثری صاحب لکھتے ہیں:

''مولانا صاحب تو ماشاء اللہ معتبر عالم ہیں، ۴۰ ؍سال سے پڑھا پڑھا کر بوڑھے ہوگئے ہیں۔''

[مولانا سرفراز صفدر:۲۹]

اثری صاحب لکھتے ہیں:

''مولانا صفدر صاحب بلاشبہ صاحبِ علم ہیں اور ہم ان کے علم وفضل کے معترف ہیں۔''

[مولانا سرفراز صفدر:۹۶]

اثری صاحب لکھتے ہیں:

''حضرت مولانا سرفراز صاحب صفدر بلاشبہ بالغ نظر مدرس اور علوم وفنون کا وسیع مطالعہ رکھتے ہیں، مگر انسان ہیں، بشری کمزوریاں سبھی انسانوں میں ہوتی ہیں۔'' [مولانا سرفراز صفدر:۲۲]

اثری صاحب نے اپنی کتاب ''توضیح الکلام'' حضرت مولانا رحمہ اللہ کے پاس بھجوائی تو اس کے پہلے صفحہ پر لکھا:

''أقدم إلى العالم الجليل فضيلة الشيخ مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر۔ارشاد الحق اثری''

یعنی یہ کتاب بہت بڑے عالم، بہت بڑے شیخ مولانا محمد سرفراز خان صفدر کی خدمت میں پیش کررہا ہوں۔[ماہنامہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ، اگست ۲۰۱۱ء:۳۵]

اثری صاحب لکھتے ہیں:

''مکرمی ومحترمی جناب مولانا زاہد الراشدی صاحب زادکم اللہ عزا وشرفا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اعصابی تناؤ، درد اور اسہال کے عارضہ میں گھر میں لیٹا ہوا تھا کہ میرے بیٹے حافظ عبدالرحمٰن سلمہ اللہ نے فون پر اطلاع دی کہ مولانا شیخ الحدیث (محمد سرفراز خان صفدر، ناقل) صاحب کا انتقال ہوگیا ہے اور عصر کے بعد نماز جنازہ ہے۔اس خبر نے طبیعت کو مزید بوجھل بنادیا اور مسلسل ''إنالله وانااليه راجعون'' پڑھتا رہا۔حضرت کے انتقال کا صدمہ آپ کا اہل خانہ کا اور احباب ومتوسلین نصرۃ العلوم کا ہی نہیں بلکہ تمام اہل توحید کا صدمہ ہے۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ حضرت مرحوم کی دینی وعلمی خدمات کو قبول فرمائے اور بشری کمزوریوں کو اپنے عفو وکرم کی بناء معاف فرمائے۔آپ اور آپ کے علاوہ ہزاروں اُن کے تلامذہ یقیناً ان کے لیے صدقہ جاریہ ہیں اور اجر وثواب میں اور رفع درجات میں اضافے کا باعث ہیں۔دِل چاہتا تھا کہ حضرت مرحوم کے جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کروں، مگر صحت کی خرابی کے سبب اِس سے محروم رہا۔بس یہی دعا ہے کہ:اللهم اغفرله وارحمه وارفع درجته فى المهديين والحقه بالنبيين والصديقين والشهداء والصالحين يارب العالمين.

......ارشاد الحق اثری......ادارہ علوم اثریہ، فیصل آباد'' [الشریعہ گوجرانوالہ:اشاعتِ خاص]

۲......عمر فاروق قدوسی صاحب غیر مقلد مذکورہ بالا تعزیتی خط نقل کرکے لکھتے ہیں:

''مولانا اثری کی کیفیت یہ تھی کہ مولانا سرفراز کی وفات کی اطلاع کے بعد وہ مسلسل إنا لله پڑھتے رہے اور ان کے لیے انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کی رفاقت کی دعا فرمائی۔''

[اہلِ حدیث پر کچھ مزید کرم فرمائیاں:۱۷]

۳......جامعہ سلفیہ فیصل آباد کے پرنسپل محمد یاسین ظفر صاحب لکھتے ہیں:

''نہایت حزن وملال سے یہ خبر سنی گئی کہ آپ کے والدِ گرامی ممتاز عالمِ دین مولانا سرفراز خان صفدر رحلت فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ وراجعون، اُن کی دینی، دعوتی، تعلیمی، تدریسی اور علمی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔''[الشریعہ:اشاعتِ خاص:۸۱۰]

۴......ڈاکٹر زاہد اشرف صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''عظیم الشان علمی شخصیت کا اس دنیا سے اُٹھ جانا یقیناً موت العالِم موت العالَم کے مصداق سبھی حلقوں اور طبقات کے لیے بڑے المیہ سے کم نہیں، انہوں نے اپنی پوری زندگی تدریس وتعلیم اور نشر وفروغ اسلام میں کھپادی۔ انہوں نے نورانی کرنوں کو ہر سُو بکھیرا اور بہت سے چراغ روشن کیے۔ اللہ تعالی ان عظیم خدمات کو شرفِ قبولیت سے نوازیں، ان کے درجات بلند فرمائیں۔''[الشریعہ اشاعتِ خاص:۸۰۸]

علی زئی صاحب نے اپنے اس مضمون میں لکھا ہے کہ مجہول کی روایت ''من گھڑت'' ہوتی ہے اور مجہول کی روایت درج کرنے والا کذب بیانی کو فروغ دینے والا ہے۔...مگر افسوس کہ علی زئی صاحب خود مجہول کی روایات اپنے مضمون میں درج کردیتے ہیں۔ مثلاً انہوں نے مرزا قادیانی کے مذہب پر بحث کرتے ہوئے جو بیسواں حوالہ دیا ہے وہ روزنامہ نوائے وقت کا ہے جس کا وقائع نگار مجہول ہے۔

[علمی مقالات ۲۷۵/۵]

اسی طرح علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

''اس بات کا ثبوت اخباروں میں مع تصویر موجود ہے کہ نو (۹) سال کی بچی کے ہاں اولاد ہوئی ہے۔ مثلاً دیکھیے روزنامہ جنگ....''[توفیق الباری:۵۶]

علی زئی اصول کے مطابق مذکورہ بات ''من گھڑت'' ہے۔ مزید دیکھیے حاشیہ:ا ''مجہول کی روایت کا حکم''

۲۴۵

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو ثقہ کہا ہے۔ دیکھیے مولانا حافظ ظہور احمد حسینی صاحب حفظہ اللہ کی کتاب: ''امام اعظم ابوحنیفہؒ کا محدثانہ مقام''۔

خود غیر مقلدین کو یہ بات تسلیم ہے کہ امام یحییٰ بن معین کے ہاں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ثقہ ہیں، مثلاً:

عبدالرحمٰن مبارک پوری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''امام ابوحنیفہؒ کے تفقہ، تورع، تعبد اور ان کی عقل ورائے کے مدح وثناء کرنے والے تو بہت ہیں، مگر ان کی توثیق کرنے والے حفاظِ حدیث میں سے یہی چار شخص ہیں: یحییٰ بن معین، ابن المدینی، شعبہ، سفیان۔'' [تحقیق الکلام ۲/۱۴۵]

نذیر احمد رحمانی صاحب غیر مقلد بھی تسلیم کرتے ہیں کہ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو ثقہ کہا ہے۔ [انوار المصابیح: ۱۴۶ بحوالہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کا محدثانہ مقام: ۳۳۳]

میر محمد ابراہیم سیالکوٹی صاحب غیر مقلد تو ایک اور بات بھی لکھ گئے کہ:

''امام یحییٰ بن معین جرح میں متشددین میں سے ہیں باوجود اِس کے وہ امام ابوحنیفہ پر جرح نہیں کرتے۔'' [تاریخ اہل حدیث: ۸۰]

یہاں یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ امام یحییٰ معین رحمہ اللہ امام بوحنیفہ نور اللہ مرقدہ کی توثیق نہ کرتے بلکہ الٹا انہیں مجروح قرار دیتے تو بھی امام صاحب کی ثقاہت میں فرق نہیں آئے گا کیونکہ آپ جمہور کے نزدیک ثقہ ہیں۔

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''الذين روَوُا عن أبي حنيفة ووثّقوه واثنوا عليه أكثر من الذين تكلموا فيه.

[جامع بیان العلم وفضلہ: ۲/۱۴۸]

جن محدثین نے ابوحنیفہ سے روایت کی ہے اور انہیں ثقہ کہا اور ان کی تعریف فرمائی وہ ان لوگوں سے زیادہ ہیں جنہوں نے ان کے متعلق کلام کیا ہے۔

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ کو علی زئی صاحب نے اپنے اسلاف میں شمار کیا اور انہیں مخالفِ تقلید کہا۔ [علمی مقالات ۳/۴۰]

شمس الحق عظیم آبادی صاحب غیر مقلد اقرار کرتے ہیں کہ:

''ایک خلقِ کثیر نے امام صاحبؒ کے فضائل وکمال اور محامد ومحاسن کا اعتراف کیا ہے، حتی کہ مادِحین کی تعداد مذمت کرنے والوں سے، تحسین کرنے والوں کی تعداد تنقیص کرنے والوں سے، تزکیہ کرنے والوں کا شمار متہم کرنے والوں سے، تعدیل کرنے والوں کا عدد جرح کرنے والوں سے زیادہ ہے۔

[ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۲۷ ستمبر ۲۰۰۲ء بحوالہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کا محدثانہ مقام: ۳۲۳]

۲۴۶

ہم نے یہ مضمون پہلے سے پڑھا ہوا تھا، اَب دوبارہ دیکھا ہے، علی زئی نے جو اعتراضات کیے ہیں اس کا خلاصہ درج ذیل دو باتیں ہیں:

(۱)......فضائل کی ان کتابوں میں بعض روایات ضعیف ہیں۔

اِس کا جواب خود غیر مقلدین کی کتابوں میں موجود ہے کہ فضائل میں ضعیف روایات مقبول ہوتی ہیں۔اس حوالہ سے ہم نے ایک مضمون ''ضعیف حدیث کی اہمیت غیر مقلدین کے قلم سے'' لکھا جو مجلّہ پیغامِ حق فیصل آباد[شمارہ:۱۴] میں شائع ہوا۔

(۲)......ان کتابوں میں من گھڑت روایات ہیں:

جواب: (الف)......جن سندوں کو علی زئی صاحب من گھڑت کہیں لازمی نہیں کہ وہ واقعۃً من گھڑت ہی ہوں، دلیل کی روشنی میں اُن سے اختلاف ہوسکتا ہے۔

(ب)......اگر اُن کتابوں میں من گھڑت روایات کا وجود مان بھی لیں تو صرف من گھڑت روایت کو چھوڑنا پڑے گا نہ کہ پوری کتاب کو غیر معتبر کہا جائے گا۔اگر کسی کتاب کو اِس وجہ سے غیر معتبر کہیں کہ اس میں ''من گھڑت روایت'' موجود ہے تو عرض ہے کہ ''من گھڑت روایتیں'' تو حدیث کی مشہور کتابوں میں پائی جاتی ہیں۔خود علی زئی صاحب اِن کتابوں میں ''من گھڑت روایات'' کا وجود مانتے ہیں، مثلاً:

ابنِ ماجہ میں من گھڑت روایات۔[علمی مقالات:۵۴۰/۴۔۲۴۷/۵۔۳۰۶/۶]

ترمذی میں من گھڑت روایات۔[علمی مقالات:۵۴۰/۴۔توضیح الاحکام:۴۹۳/۱،۲۷۷/۲]

فتح الباری میں من گھڑت روایات۔[توضیح الاحکام:۳۰۵/۲]

مشکوۃ المصابیح میں من گھڑت روایات۔[علمی مقالات:۵۴۰/۴،توضیح الاحکام:۶۱۹/۱] علی زئی صاحب مشکوٰۃ کی شرح ''أضواء المصابیح'' میں بھی مشکوۃ کی بہت سی حدیثوں کو من گھڑت لکھ چکے ہیں۔

غیر مقلدین کی پسندیدہ کتب میں بھی میں من گھڑت روایات ہیں اورانہیں اس کا اعتراف بھی ہے۔

جلاء الافہام مؤلفہ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ میں من گھڑت روایت۔[علمی مقالات ۲۶۶/۳]

کتاب الروح لابن قیمؒ میں مردود روایت۔[توضیح الاحکام ۱۱۹/۱]

غنیۃ الطالبین مؤلفہ شیخ عبدالقادر جیلانی میں من گھڑت روایات۔[توضیح الاحکام ۴۲۲/۲،۴۶۴]

غیر مقلدین کی کتابوں میں بھی میں من گھڑت روایات ہیں۔علی زئی صاحب نے کچھ کتابوں کی نشاندہی کی ہے۔

اسلامی خطبات عبدالسلام بستوی میں من گھڑت روایات۔[توضیح الاحکام ۲/۴۴۷]

ماہنامہ ''محدث'' میں مردود روایات۔[توضیح الاحکام ۲/۵۰۲]

''صلوۃ الرسول'' اور ''فتاوی علمائے حدیث'' میں موت تک رفع یدین کرنے کی روایت فمازالت تلك صلوته ...ہے۔حالانکہ یہ من گھڑت روایت ہے۔[نورالعینین:علی زئی]

ان کے علاوہ بھی غیر مقلدین کی بہت سی کتابوں میں من گھڑت روایات موجود ہیں۔خود علی زئی صاحب اپنی کتابوں میں من گھڑت روایات درج کر دیتے ہیں۔دیکھیے حاشیہ:۲۴۴۔

(ج)......علی زئی صاحب کو اعتراف ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے فضائل کی بعض روایتیں صحیح بھی ہیں مثلاً:

امام صیمری رحمہ اللہ کی کتاب ''أخبار أبی حنیفة و أصحابه'' پر تبصرہ کرتے ہوئے علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

''صیمری سچے تھے اور کتاب مذکور میں سندیں موجود ہیں،لیکن اس کتاب کی عام روایات ضعیف، مجروح اور کذاب راویوں سے مروی ہیں۔''[علمی مقالات:۴/۳۲۵]

عام روایات کو ضعیف و من گھڑت کہا ہے جس کا مطلب ہے کہ کچھ صحیح یا حسن بھی ہیں۔

خطیب بغدادی کی کتاب ''تاریخ بغداد'' میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے فضائل پر مشتمل جو روایتیں ہیں ان پر تبصرہ کرتے ہوئے علی زئی صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ:

''بعض صحیح و حسن ہیں۔''[علمی مقالات ۴/۳۲۶]

علی زئی صاحب نے اگرچہ بعض سندوں کو صحیح کہا پھر بھی فضائل تو ثابت ہو ہی گئے۔

(د)......امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے فضائل کی بعض روایتیں من گھڑت ہوں تو بھی مضائقہ نہیں، اِس لیے کہ ان کے فضائل تو تواتر سے ثابت ہیں۔[الروض الباسم:۱/۳۰۸،۳۱۵]

غیر مقلدین کے محدثِ جلیل شمس الحق عظیم آبادی صاحب نے کتاب '' رفع الالتباس عن بعض الناس '' میں امام صاحب کے متعلق اعتراف کیا ہے کہ:

''آپ کا شہرہ مشارق و مغارب میں ہو چکا ہے اور آپ کے فضل و کمال کے سورج تمام اطراف و جوانب ارض کو روشن کر چکے ہیں حتی کہ ان کا بیان صحرا و بیابانوں کے مسافروں اور گھروں کی پردہ نشین عورتوں کی زبان زد عام ہو چکا،تمام آفاق کے لوگوں نے ان کو نقل کیا۔غرض وہ امام جلیل، عالم، فقیہ نبیہ،سب سے بڑے فقیہ تھے کہ ان سے خلق کثیر نے تفقہ حاصل کیا،متورع، عابد، ذکی،تقی، زاہد فی الدنیا، راغب فی

الآخرۃ تھے۔'' [ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۲۷ستمبر ۲۰۰۲ء بحوالہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کا محدثانہ مقام: ۳۱۷]

(ح)......علی زئی صاحب سمیت آلِ غیر مقلدیت بھی قبول کرنے پہ مجبور ہوئے کہ واقعۃً امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے فضائل ثابت ہیں۔

عبدالمجید سوہدری صاحب غیر مقلد نے ''سیرت امام ابوحنیفہ'' کتاب لکھی ہے۔

میر محمد ابراہیم سیالکوٹی صاحب غیر مقلد نے ''تاریخ اہل حدیث ص۷۳ تا ۹۶ میں امام صاحب کے فضائل لکھے اور آپ پر وارد شدہ اعتراضات کا جواب دیا۔ نیز انہوں نے اپنی کتاب ''علمائے اسلام'' میں بھی امام صاحب کا ذکر خیر کیا ہے۔

محمد لکھوی صاحب غیر مقلد نے ''فضائل ابوحنیفہ'' نامی کتاب تحریر کی۔ [چالیس علمائے حدیث:۴۶]

یوسف شمس فیض آبادی غیر مقلد نے ایک کتاب ''آفتاب تحقیق''، لکھی، اس میں امام ابوحنیفہ، شیخ محمد بن عبدالوہاب اور شاہ اسماعیل شہید رحمہم اللہ کے حالات درج کیے۔ [چالیس علمائے حدیث:۱۵۴]

ابوالقاسم سیف بنارسی صاحب غیر مقلد نے ائمہ اربعہ کے حالات پر "اجتلاب المنفعة لمن يطالع أحوال الائمة الأربعة "رسالہ لکھا۔

عبدالرشید عراقی صاحب غیر مقلد اس رسالہ کے تعارف میں لکھتے ہیں:

''اس رسالہ میں ائمہ اربعہ: امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی۔ امام احمد رحمہم اللہ اجمعین کے حالاتِ زندگی اور ان کی دینی وعلمی خدمات کا تذکرہ ہے۔'' [چالیس علمائے حدیث:۲۲۲]

''وکیلِ اہلِ حدیث'' کہلائے جانے والے محمد حسین بٹالوی صاحب نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے فضائل کے حوالہ سے ایک ''ریویو'' لکھا جو ان کے اخبار اشاعۃ السنہ ج ۲۲ میں ہے۔

علی زئی صاحب کے استاد عطاء اللہ حنیف صاحب غیر مقلد نے شیخ ابوزہرہ کی کتاب ''حیات امام ابوحنیفہ'' اپنے حواشی کے ساتھ شائع کی۔

علی زئی صاحب کے ایک اور استاد عبدالمنان نورپوری صاحب نے ''ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تبارک وتعالیٰ'' مقالہ لکھا، اس میں ص ۱۶۸ سے ۱۷۳ میں امام صاحب کے فضائل تحریر کیے ہیں۔

نواب صدیق حسن صاحب غیر مقلد نے اپنی کتابوں: التاج المکلل وغیرہ میں امام صاحب کے فضائل تحریر کیے ہیں۔ [مآثر صدیقی:۶/۴]

حکیم محمد صادق صاحب سیالکوٹی غیر مقلد نے اپنی کتاب ''سبیل الرسول'' ص ۲۷۴ تا ۲۷۹ میں امام صاحب کے فضائل تحریر کیے ہیں۔

محمد داود غزنوی صاحب غیر مقلد نے بھی امام صاحب کے فضائل ومناقب کو تسلیم کیا اور اس حوالہ سے ایک مستقل مضمون لکھا، اس کے بعض اقتباسات کتاب ''مولانا داود غزنوی ص ۳۷۷ تا ۳۸۴'' میں منقول ہیں۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے آلِ غیر مقلدیت ہیں جنہوں نے چاروناچار امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے فضائل تسلیم کیے ہیں۔ اِن سب کی عبارات بندہ اپنی کتاب ''غیر مقلدین کا امام ابوحنیفہ کو خراجِ تحسین'' میں پیش کرے گا۔ یہاں اتنا کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ خود علی زئی صاحب کے قلم سے بھی یہ بات لکھی گئی ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے فضائل ثابت ہیں اور وہ فضائل اہل حدیث کو تسلیم بھی ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''آخر میں عرض ہے کہ ممکن ہے...... دونوں یہ پروپیگنڈا کریں کہ اہل حدیث کو امام ابوحنیفہ کے فضائل ومناقب پسند نہیں کرتے تو عرض ہے یہ بات ہرگز نہیں......ہم کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ کے جو فضائل صحیح سندوں سے ثابت ہیں وہ بیان کریں مثلاً ا۔ امام یزید بن ہارون رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے لوگوں کو دیکھا تو ابوحنیفہ سے زیادہ عقل والا، افضل اور پرہیز گار کوئی نہیں دیکھا۔[تہذیب الکمال قلمی:۳۰/۱۴۱۷] اس قول کی سند صحیح ہے۔ ۲: امام ابوداود رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ تعالی ابوحنیفہ پر رحم کرے وہ امام تھے۔[الانتقاء لابن عبدالبر:۳۲] اس قول کی سند حسن لذاتہ ہے۔'' [علمی مقالات:۶/۵۱۱، ۵۱۲]

علی زئی صاحب اپنی ایک اور کتاب میں لکھتے ہیں:

''پانچویں صدی ہجری سے لے کر بعد والے زمانوں میں عام اہلحدیث علماء (محدثین) کے نزدیک امام ابوحنیفہ فقہ کے ایک مشہور امام تھے اور یہی راجح ہے۔'' [توضیح الاحکام:۱/۱۸۸]

اس کے بعد یزید بن ہارون اور ابوداد کی زبانی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تعریف نقل کی جو اوپر مذکور ہو چکی ہے اور پھر لکھا:

''ان کے علاوہ حکیم بن ہشام الثقفی، قاضی عبداللہ بن شبرمہ، شقیق البلخی، عبدالرزاق بن ہمام صاحب المصنف، حافظ ابن عبدالبر اور حافظ ذہبی وغیرہم سے امام ابوحنیفہ کی تعریف وثناء ثابت ہے۔''

[توضیح الاحکام:۱/۱۸۹]

علی زئی صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''ہمارے دور میں اہل حدیث تو امام ابوحنیفہ کو عالم سمجھتے اور مانتے ہیں، مثلاً: ہمارے استاذ مولانا ابومحمد بدیع الدین شاہ الراشدی السندھی رحمہ اللہ نے امام ابوحنیفہ کو عزت واحترام کے ساتھ ''امام صاحب'' لکھا ہے۔'' [توضیح الاحکام:۱/۶۸۳]

علی زئی صاحب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا واقعہ درج کر کے لکھتے ہیں:

''اس میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی فضیلت ہے، کیونکہ انہوں نے حدیث معلوم ہو جانے کے بعد فوراً حدیث کی طرف رجوع کر لیا تھا اور یہی اہلِ ایمان کی نشانی ہے......امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ عالم تھے۔''
[علمی مقالات:۲۹/۲] مزید دیکھیے۔[علمی مقالات:۱۲۸/۲]

علی زئی صاحب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سمیت ائمہ اربعہ کے متعلق لکھتے ہیں:

''انہوں نے اپنی کوشش کے مطابق احادیث پر ہی عمل کیا تھا۔'' [علمی مقالات:۵۸۴/۲]

۲۴۷

علی زئی صاحب ''اہل حدیث'' کہہ کر اپنی جماعت مراد لے رہے ہیں، حالانکہ غیر مقلدین کا طبقہ حقیقتاً اہل حدیث نہیں، اس پر بہت سے آلِ غیر مقلدیت کی گواہیاں ہم اپنے پاس رکھتے ہیں، ضرورت پڑی تو انہیں منظرِ عام پہ لائیں گے۔ان شاء اللہ۔محض ''اہل حدیث'' نام رکھ لینا کیسا ہے؟ یہ آپ علی زئی صاحب کی زبانی سُنیں۔وہ ''اہل حدیث'' پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''نجات کے لیے صرف نام کا لیبل کافی نہیں ہے۔'' [علمی مقالات:۱۷۳/۱]

۲۴۸

انگریز سے اہل حدیث نام الاٹ کرانے والے غیر مقلد طبقہ نے قلم وقرطاس لیے جو کچھ لکھا ہے اس کا بہت سا حصہ ہمیں معلوم ہے اور شاید علی زئی صاحب سے زیادہ اس کا مطالعہ ہے۔غیر مقلدین نے قلم و قرطاس تھامے کیا لکھا اس کی تھوڑی سی جھلک ملاحظہ ہو۔

ثناء اللہ امرتسری صاحب نے ''تفسیر'' لکھی مگر قریباً سو علماء نے ان کے گمراہ ہونے کا فتوی دیا۔دیکھیے ''الاربعین'' وغیرہ۔

عبداللہ روپڑی صاحب غیر مقلد نے بزعم خود معارفِ قرآنی لکھے تو امرتسری صاحب نے اسے ''کوک شاستر'' کہا۔[مظالم روپڑی ۵۵ مشمولہ رسائل اہل حدیث جلد دوم]

غیر مقلدین کے مختلف علماء نے رسائل لکھے جو ''رسائل اہلحدیث'' کے نام سے دو جلدوں میں شائع ہیں اس میں ایک دوسرے کو گمراہ، جھوٹا، ملحد، مشرک اور کافر تک کہا گیا ہے۔

نواب صدیق حسن صاحب غیر مقلد نے بہت کچھ لکھا مگر علی زئی صاحب نے انہیں ''حنفی'' کہہ دیا۔[الحدیث:۱۳/۴۲]

وحید الزمان صاحب قلم وقرطاس کے میدان میں رہ کر بہت کچھ لکھ گئے، مگر علی زئی صاحب نے

انہیں ''شیعہ، سخت ضعیف اور متروک الحدیث'' قرار دیا۔[توضیح الاحکام: ۱/۴۲۸]

عطاء اللہ ساجد صاحب غیر مقلد نے ابنِ ماجہ کے حواشی لکھے، مگر علی زئی صاحب نے اس کتاب کو ''چُوں چُوں کا مربہ'' کہا۔[علمی مقالات: ۵/۲۴۹]

البانی بھی لکھتے رہے ہیں، مگر علی زئی صاحب کے بقول وہ اصول حدیث میں ''من مانیاں'' کیا کرتے تھے۔[علمی مقالات: ۳/۳۱۷]

شریف شاکر غیر مقلد، محمد افضل اثری غیر مقلد اور کفایت اللہ سنابلی غیر مقلد نے بھی قلم وقرطاس کو تھاما، مگر علی زئی صاحب نے ان تینوں کو ''جھوٹا'' کہا۔ دیکھیے حاشیہ: ۹۲ اور حاشیہ: ۱۵۰۔

عنایت اللہ اثری صاحب غیر مقلد نے قلم وقرطاس کو استعمال میں لا کر کئی کتابیں لکھ دیں، مگر علی زئی صاحب نے انہیں ''ضال، مضل، منکر حدیث'' کا تمغہ دیا۔[علمی مقالات: ۶/۴۴۷]

حکیم فیض عالم صدیقی صاحب غیر مقلد قلم وقرطاس تھامے کتابیں لکھتے رہے، مگر علی زئی صاحب انہیں خواہشات پرستی میں حدیث کو رد کرنے والا اور ناصبی کہہ کر پرے ہوگئے۔[علمی مقالات: ۱/۹۳]

خبیب احمد اثری صاحب غیر مقلد نے کچھ لکھا تو علی زئی صاحب نے ''غلط منہج، باطل اُصول اور دوغلی پالیسی والے خبیب احمد فیصل آبادی'' کہا ہے۔[علمی مقالات: ۶/۴۰۶]

عبد اللہ روپڑی صاحب نے ''توحید الرحمٰن'' کتاب لکھی مگر علی زئی صاحب نے اسے غیر معتبر قرار دیا۔[علمی مقالات: ۶/۴۶۳]

خود علی زئی صاحب نے قلم وقرطاس لیے بزعم خود علمِ حدیث کی خدمت کی اور محدثین کے اصولوں کا پرچار کیا، مگر خبیب احمد اثری صاحب غیر مقلد نے ان کے متعلق لکھا:

''جس انداز سے متاخرین محدثین کی کاوشوں کو رائیگاں کرنے کی سعی مشکور کرتے ہیں، اسی طرح متقدمین جہابذہ فن کی کاوشوں کو رائیگاں کرنے کی سعی نامشکور کرتے ہیں، اسی طرح متقدمین جہابذہ فن کے راویان کی طبقہ بندی کی ناقدری کرتے ہیں اور وہ حسبِ خیال فرامین نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مصروف ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔''[مقالاتِ اثریہ: ۵۸]

یہ کتاب ارشاد الحق اثری صاحب غیر مقلد کی ''تقدیم'' کے ساتھ شائع ہوئی بلکہ انہوں نے اسے پڑھا بھی ہے۔[حوالہ مذکورہ: ۵۳]

ان چند مثالوں سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ غیر مقلدین نے قلم وقرطاس لیے جو کچھ لکھا اس کی حیثیت کیا ہے؟ عوام کے سامنے ان کا ''عمل بالحدیث'' دعوی ہے مگر اس کے پس پردہ جو ویرانے ہیں انہیں

بہت کم لوگ جانتے ہیں۔

۲۴۹

غیر مقلدین کو اعتراف ہے کہ دیوبندیوں کے عقائد صحیح ہیں اور یہ لوگ اہل سنت ہیں۔اس کے برعکس غیر مقلدین میں جو بدعات ہیں اس کا اعتراف خود انہیں بھی ہے۔دیکھیے حاشیہ.....

غیر مقلد علماء نے اپنے ہم مذہب علماء کی کتابوں میں شرکیہ عبارات کا اعتراف بھی کیا، ہم نے ان عبارات کو اپنے ایک مضمون ''غیر مقلدین کی اپنے ہی علماء پر شرکیہ فتوؤں کی بوچھاڑ'' میں جمع کر دیا ہے جو مجلّہ پیغام حق فیصل آباد شمارہ:۱۹، ۲۰ میں دو قسطوں میں شائع ہوا۔

اسی طرح غیر مقلد علماء کو یہ اصرار بھی ہے کہ ان کے ہم مذہب مصنفین کی کتابوں میں کفریہ عبارات ہیں۔ثبوت کے لیے رسائل اہل حدیث کا مطالعہ کیا جائے۔

آئندہ اوراق میں ہم نے دیوبندیوں کے عقائد کی حقانیت کو غیر مقلدین کی زبانی اور غیر مقلدین کے عقائد کا باطل ہونا خود انہی کی گواہیوں سے درج کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اس لیے یہاں اجمالا لکھا ہے، تفصیل اور حوالہ جات آگے بیان ہوں گے، ان شاء اللہ۔

۲۵۰

اسماعیل سلفی صاحب کی کتاب ''حیات النبی:۷۱'' سے ان کا اعتراف نقل کر آئے ہیں کہ علمائے دیوبند جھوٹ نہیں بولتے اور اس کے ساتھ غیر مقلدین کا جھوٹا ہونا خود انہی کی زبانی نقل کر دیا ہے دیکھیے! حاشیہ:۹۲۔

شریف شاکر، محمد افضل اثری اور کفایت اللہ سنابلی کو خود علی زئی صاحب نے جھوٹا کہہ دیا ہے۔علی زئی صاحب نے ایک مستقل مضمون لکھا ہے جس کا عنوان ''کفایت اللہ سنابلی ہندی کے دس جھوٹ'' ہے، اس میں علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

''سنابلی صاحب کی اس تحریر سے اُن کے دس صریح جھوٹ باحوالہ و مع رد پیش خدمت ہیں۔''

[علمی مقالات:۶/۳۴۸]

آگے لکھتے ہیں:

''کتنا بڑا ظلم ہے کہ کبار محدثین، نیز کبار و صغار علماء پر نمبر زقائم کر کے جھوٹ بول رہے ہیں۔''

[علمی مقالات:۶/۴۰۳]

یوں بھی لکھتے ہیں:

''اس حدیث کو سنابلی اینڈ پارٹی کا موضوع، من گھڑت اور مردود کہنا بہت بڑا جھوٹ ہے۔''

[علمی مقالات:۴۰۴/۶]

آگے پڑھیے!

''جس طرح سنابلی صاحب نے حافظ ابنِ کثیر پر جھوٹ بولا تھا اسی طرح مولوی ابن طولون پر بھی کالا جھوٹ بولا ہے۔'' [علمی مقالات:۴۰۷/۶]

ایک اور عبارت بھی پڑھ لیں!

''عرض ہے کہ ابو مسلم کی روایت میں بھی حسن پرستی والی بات کا نام ونشان نہیں بلکہ یہ سنابلی صاحب کا بہتان وافتراء ہے۔'' [علمی مقالات:۴۰۸/۶]

قارئین اگر علی زئی صاحب کی ان گواہیوں کو مدِ نظر رکھ لیں تو انہیں معلوم ہوجائے گا کہ غیر مقلدین ان کے اعتراف کے مطابق جھوٹے ہیں۔ (جاری ہے۔۔۔۔)

ضروری اعلان!

بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر ''تبصرہ وتعارف'' کا سلسلہ موقوف کر دیا گیا ہے۔لہٰذا رابطہ کیے بغیر ''صفدر'' میں تبصرے کے لیے کتب اِرسال کرنے کی زحمت نہ فرمائیں۔[ادارہ]

(بقیہ: مخصوص مجالس کے لیے تداعی کا حکم)

اور ویسے حکمت کے طور پر وجہ فرق میں شاید یہ کہا جاسکتا ہو کہ کسوف اور استسقاء کی نماز کا سبب عام ہے، اور وقت بھی ان کا دن ہے جس میں اجتماع میں حرج نہیں ہے۔ بخلاف خسوف کے کہ وہ رات کا وقت ہوتا ہے اسمیں اجتماع میں تنگی ہوتی ہے، اِس لیے کسوف اور استسقاء میں اجتماعیت کو مشروع فرمایا گیا اور خسوف میں اپنی اصل پر انفراد رہا۔ البتہ تراویح میں رات کا وقت ہونے کے باوجود اجتماعیت کی مشروعیت میں شاید یہ ملحوظ ہو کہ وہ شہری عبادت ہے، ایک مہینہ اس پر عمل زیادہ دشوار نہیں ہے۔ اور روزمرہ کی سنن مؤکدہ سے اس کو ہی فرق ہوگا۔

الحديث الصحيحين: "فعليكم بالصلوٰة فى بيوتكم، فإن خير صلوٰة المرأ فى بيته إلاالصلوٰة المكتوبة." وأخرج أبو داؤد: "صلوٰة المرأ فى بيته أفضل من صلوته فى مسجدى هذا إلاالمكتوبة." هذا ماعندنا _والله اعلم.

كتبه الأحقر السيد عبدالشكور الترمذى عفى عنه

مدرسہ عربیہ حقانیہ ساہیوال ضلع سرگودھا......۲۵/ذی قعدہ ۱۴۰۵ھ......[از: حیاتِ ترمذی]

مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم

تذکرہ حضرت علامہ تونسوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی اشاعت

ترجمان اہل السنّت والجماعت، وکیل صحابہ واہل بیت، استاذ المناظرین حضرت مولانا علامہ محمد عبدالستار تونسوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے روح پرور حالات وکمالات، دینی علمی خدمات وافادات پر مشتمل بصیرت افروز تذکرہ بالآخر ایک ہزار صفحات اور دیدہ زیب جلی کتابت، بہترین طباعت کے ساتھ منصۂ شہود پر آ گیا ہے ؎

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر می خواست آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

حضرت علامہ تونسوی رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۳۴۴ھ بمطابق ۱۹۲۶ء میں سرزمین تونسہ شریف میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم یہیں حاصل کی اور اعلیٰ تعلیم کے لیے ازہر ہند دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے، وہاں آپ نے حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی، شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی صاحب، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی، اور حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہم اللہ تعالیٰ سے دورۂ حدیث شریف کی کتب پڑھ کر اعلیٰ درجہ میں کامیابی حاصل کی اور پھر حضرت امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے ردِّ روافض کے موضوع پر بھرپور تربیت حاصل کی، پھر کئی سال تک آپ نے تونسہ شریف کے ادارہ جامعہ محمدیہ میں تدریس کی، بعدازاں تحریک تنظیم اہل السنۃ والجماعۃ کے عمائدین کے اصرار پر آپ نے بحیثیت مرکزی مبلغ ومناظر تنظیم کے ساتھ وابستگی قائم فرمائی۔ اِس طرح نہ صرف پورے ملک بلکہ بیرون ملک بھی اپنے مشن کی تبلیغ کی اور صحابہ کرام واہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کے دفاع اور وکالت کا حق ادا کر دیا۔ حق تعالیٰ نے آپ کو گوناگوں کمالات واوصاف سے نوازا تھا، آپ نے ان ساری صلاحیتوں کو تادم آخر دین حق کے فروغ احقاق حق اور ابطال باطل کے لیے صرف فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ سے خوب کام لیا، تبلیغ وتصنیف کے علاوہ آپ نے ہزاروں علماء کرام کو پاکستان، سعودی عرب، جنوبی افریقہ اور بنگلہ دیش میں تربیت دی اور ان کو اہل سنت کے مشن کے لیے تیار کیا۔

تحریک تنظیم اہل سنت کے آپ ایک عرصہ تک صدر اور آخر میں سرپرست کے عہدہ پر فائز رہے،

تقریباً ستر (۷۰) سال کے لگ بھگ دینی علمی تبلیغی خدمات سرانجام دینے کے بعد نوے (۹۰) سال کی عمر میں آپ نے مؤرخہ ۶رصفر المظفر ۱۴۳۴ھ بمطابق ۲۱ر دسمبر ۲۰۱۲ء بروز جمعۃ المبارک انتقال فرمایا۔ آپ کے جانے سے ایک عہد کا خاتمہ ہوا اور ایک صدی کی تاریخ کی بساط لپٹ گئی۔

آپ کی عبقری شخصیت اور عہد آفریں خدمات کا تقاضہ تھا کہ آپ کی سوانح حیات اور علمی خدمات کو اُجاگر کیا جائے تاکہ بعد کے لوگ آپ کے روح پرور حالات وکمالات اور دینی خدمات سے روشناس ہوکر ان سے مستفید ہوسکیں، اللہ تعالیٰ نے یہ خدمت آپ کے فرزندار جمند اور جانشین [صدر تحریک تنظیم اہل سنت] حضرت مولانا محمد عبدالغفار تونسوی مدظلہم سے لی، انہوں نے اپنی تمام تر تبلیغی علمی مصروفیات کے باوجود اِس عظیم کاز کی اہمیت کے پیش نظر وقت نکال کر ایک عظیم کتاب تیار فرمادی جس میں آپ کے خاندانی پس منظر کے ساتھ ساتھ آپ کے تمام تر تفصیلی حالات کو نہایت شاندار انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ اِس حصہ کے جلی عنوانات یہ ہیں:

حضرت علامہ تونسوی کے آباء واجداد کا مختصر تذکرہ...... تذکرہ حضرت علامہ تونسوی...... علامہ تونسوی کے چند مناظرے اور ان کے موضوعات......تصنیفات وتالیفات...... روافض کے عقائد ونظریات (روافض اور نکاح موقت......روافض کا عقیدہ تقیہ)......سفر آخرت......ملفوظات وارشادات۔

ان جلی عنوانات کے تحت درجنوں ذیلی عنوانات قائم کیے گئے ہیں جن میں متعلقہ مضامین کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں اور یہ حصہ تقریباً ساڑھے پانچ صد (۵۵۰) صفحات پر مشتمل ہے۔ اِن عنوانات میں روافض کے عقائد ونظریات بڑے خاصہ کی چیز ہے جو پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

چونکہ پہلے خیال تھا کہ حضرت علامہ تونسوی رحمہ اللہ کے حالات پر مشتمل مجلّہ ''الحقانیہ'' ساہیوال سرگودھا کا ایک خاص نمبر شائع کیا جائے گا، چنانچہ اُس کا اعلان بھی کردیا گیا اور اُس نمبر کے لیے مختلف اہل علم وقلم سے حضرت علامہ تونسوی کی شخصیت کے متعلق مضامین بھی لکھوالیے گئے، پھر مشورہ سے طے ہوا کہ آپ کے حالات مستقل کتاب کی صورت میں شائع کردیے جائیں، فلہٰذا اِس تذکرہ کا دوسرا حصہ جس کا آغاز ص ۵۳۷ سے ہورہا ہے انہی تاثراتی مضامین پر مشتمل ہے۔ اِس طرح یہ تذکرہ اصل سوانح اور تاثراتی مضامین دونوں کو جامع اور ایک ہزار (۱۰۰۰) صفحات پر مشتمل ہے۔

دوسرے حصے میں جن حضرات کے مضامین ہیں ان میں محقق اہل سنت مولانا محمد نافع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ صدرالوفاق حضرت اقدس مولانا سلیم اللہ خان صاحب، حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید صاحب، مفکرِ اسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق

اسکندر، حضرت مولانا زرولی خان، حضرت مفتی حمید اللہ جان صاحب، حضرت مولانا محمد انور اوکاڑوی، حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب، حضرت مولانا ظفر احمد قاسم صاحب، حضرت مولانا عبد القیوم حقانی صاحب مدظلہم اور دیگر بہت سے اہلِ علم اور صاحبِ فضل وکمال شخصیات کے مضامین کے علاوہ تعزیتی پیغامات، اخبار و جرائد کا خراج تحسین، اور منظوم خراج عقیدت نیز بعض اہم چیزوں کے عکس بھی دیے گئے ہیں۔

کتابت وطباعت عالی شان اور ٹائٹل جاذب نظر ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت علامہ محمد عبد الغفار تونسوی مدظلہم کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اِس کتاب کو خاص وعام میں مقبولیت عطا فرمائے، آمین۔

احقر کو خوب یاد ہے کہ جب حضرت والد صاحب قدس سرہ کے حالات پر مبنی کتاب ''حیاتِ ترمذی'' کے نام سے ۱۴۲۴ھ میں شائع ہوئی، حضرت علامہ تونسوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا اُن دنوں تحصیل شاہ پور میں پروگرام تھا۔ احقر کتاب لے کر حاضر ہوا حضرت نے کتاب ہاتھ میں لے کر اُس کی ظاہری شان وشوکت اور ضخامت کو دیکھ کر احقر کی حوصلہ افزائی کے لیے یہ جملہ ارشاد فرمایا:

''جیسے حضرت شاندار تھے ایسے ہی ان کی سوانح حیات بھی شاندار ہے''۔

''تذکرہ حضرت علامہ تونسوی رحمہ اللہ تعالیٰ'' دیکھ کر احقر کی زبان پر حضرت کا یہی جملہ مع شیٔ زائد کے بے ساختہ یوں جاری ہوا:

''جیسے حضرت شاندار اور جاندار تھے ایسے ہی حضرت کا تذکرہ بھی بحمد اللہ شاندار اور جاندار ہے''۔

امید ہے کہ اہلِ علم اِس عظیم تذکرہ اور دستاویز کی قدر فرمائیں گے۔

فقط......احقر عبد القدوس ترمذی غفرلہ

۱۴ر شوال المکرّم ۱۴۳۶ھ

محقق العصر حضرت مولانا مفتی عبد الواحد مدظلہم لکھتے ہیں:

تداعی کے علاوہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں جماعتی یا اجتماعی صورت میں ذکر کرنے سے بھی اجتناب کیا جاتا تھا۔ جس سے مراد یہ ہے کہ سب کے سب ذاکرین اِس بات کا التزام کریں کہ وہ ایک وقت میں ایک ہی مخصوص ذکر کریں گے خواہ سراً خواہ جہراً۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے اجتماع اور مجلس کی جو کیفیت ہم نے بیان کی اس سے بھی مجلس اور اجتماع تو حاصل ہو جاتا تھا لیکن ذکر ہر شخص اپنا اپنا کرتا تھا۔ پھر خواہ ذکر کے کلمات ہر ایک کے مختلف ہوں یا ایک ہی ہوں۔ بہر حال اس بات کا التزام نہیں کیا جاتا تھا کہ سب ایک وقت میں ایک ہی ذکر کریں بلکہ ایسا کرنے کو وہ ''بدعت'' جانتے تھے۔ اسی ناجائز طریقے کو ہم جماعتی یا اجتماعی ذکر کا نام دیتے ہیں۔ [تحقیقی جائزہ، باب ٦]

مجلّہ صفدر کا فتنہ غامدی نمبر......اکابر و مبصرین کی نظر میں!

حضرت مولانا علامہ محمد عبد الغفار تونسوی مدظلہم [صدر: تنظیم اہل سنت] کی رائے گرامی

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله و كفى والصلوة والسلام على سيد الرسل و خاتم الأنبياء،أما بعد!

دین اسلام کامل مکمل دین ہے جو قیامت تک باقی رہے گا، کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تبارک وتعالی نے خود لیا ہے۔قرآن وسنت کی حفاظت' امت محمدیہ کے لیے بہت بڑا انعام ہے۔ کیونکہ آج امم سابقہ کی کتب سماویہ موجود ہیں نہ شرائع ۔ یہود ونصاری نے ان میں ایسی تحریف وتغییر کی ہے کہ ان کتب کا نام تو باقی رہا مگر کتب باقی نہیں رہیں۔آج تک یہود ونصاری' باوجود متعدد انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانے کے اپنے دین ومذہب میں حیران وسرگرداں ہیں اور بے اطمینانی کے جنگل میں ٹھوکریں کھارہے ہیں۔

صرف دین اسلام ہی ہے جو اپنے اصلی روپ میں زندہ وتابندہ ہے اور روز قیامت تک باقی رہے گا۔امت محمدیہ عملی کمزوریوں کے باوجود تسکین قلبی واطمینان سے سرشار ہے۔والحمدللہ علیٰ ذلک حمداً کثیرا۔

یہود وہنود مجوس ونصاری شرک کی دلدل میں ایسے پھنسے ہیں کہ ان کی کشتی کبھی بھی شرک کے کیچڑ سے نہیں نکل سکتی۔دین اسلام جیسا اعلیٰ مذہب قرآن مقدس جیسی جامع اکمل کتاب' کرۂ ارض پر نہیں ہے۔

آنحضرت ﷺ کے دعوائے نبوت سے آج تک یہود ونصاری ہنود ومجوس بلکہ روئے زمین کے تمام کافر اسلام اور مسلمانوں کو نیست ونابود کرنے کی سعی لاحاصل کرتے رہے، اللہ رب العزت نے ہر دور میں کفار کو ذلیل وخوار کیا، مسلمان ہر دور میں کامیاب رہا آنحضرت ﷺ نے تقریبا ۲۵،۲۷یا۲۹ رغزوے کیے۔ کم وبیش ۶۰ رسرایا کفار کے مقابلہ کے لیے روانہ فرمائے، خلفائے راشدین نے کسی ایک لمحہ کے لیے جہاد نہیں چھوڑا۔ بلکہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تقریبا آدھی دنیا پر حکمران رہے۔کم وبیش ۶۵ رلاکھ مربع میل کا رقبہ انہی کے زیر تصرف رہا۔ ہر دور میں کامیابی وکامرانی نے مسلمانوں کے قدم چومے اسلام کا پرچم ہمیشہ بلند رہا۔

تاریخ شاہد ہے کہ مختلف ادوار میں مختلف فتنوں نے مختلف عقائد ونظریات وضع کئے اور ان پر ملمع سازی کر کے عوام وخواص کو متاثر کرنے کے لیے کئی اوچھے ہتھکنڈے استعمال کئے اور امت محمدیہ کو ہر لحاظ سے پریشان کرنے کی کوشش کی ،مگر ہر دور میں اہل حق نے ان کی گھناؤنی سازشوں کو بے نقاب کر کے انہیں

بے آبرو کر دیا ہمیشہ انہیں ذلت ورسوائی کا منہ دیکھنا پڑا۔فرق باطلہ کا یہ وتیرہ رہا کہ انہوں نے پہلے اپنے اصول وعقائد اختراع کئے پھران کو قرآن وسنت سے ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور خالی الذہن عوام الناس کو صراط مستقیم وطریق مستوی سے ہٹا کر اپنا مطیع ومتبع بنانے کی کوشش کی۔

جاوید احمد غامدی کا فتنہ ان فتنوں کے مقابلے میں جدید اور نو مولود فتنہ کی حیثیت رکھتا ہے۔بندہ جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن نزد گرومندر کراچی میں درس وتدریس کے سلسلہ میں عرصہ ۲۲/سال سے حاضر ہوتا ہے۔وہاں کے طلبہ اور عوام وخواص نے غامدی فتنہ کے بارے میں بندہ سے کئی سوالات کئے۔بندہ نے متعدد سوالات کے متعدد جوابات دیے۔اور علماء میں سے ایک صاحب غامدی صاحب کی متعدد کتب بندہ کے سامنے لائے۔بندہ نے ان کتب کی ورق گردانی کے بعد عرض کیا کہ: یہ شخص خواہشات نفس اور خیالات کا پرستار و پجاری ہے،اس کا پروگرام یہ ہے کہ ماقبل میں جن مشائخ واسلاف نے جو کچھ کہا اور لکھا وہ سب فرسودہ و بیکار ہے اور جو کچھ میں نے کہا اور لکھا ہے وہ صحیح ہے۔درحقیقت یہ لاہوری مرزائیوں کا مدّاح ہے۔تفصیل کے لیے کتاب ''اختلاف سلسلہ احمدیہ'' طبع احمدیہ انجمن لاہور ملاحظہ فرمائیں۔

دوسرے الفاظ میں یہ کہتا ہے کہ صحابہ کرام تابعین تبع تابعین مفسرین ومحدثین فقہاء اور متکلمین پر اعتماد نہ کرو صرف میرے اوپر اعتماد کرو۔اس کا غرور اور تکبر وتعلّی اس کے فحوائے کلام سے آشکارا ہے۔اس کی تعبیرات وتاویلات تشریحات وتوضیحات بعینہ مرزا غلام احمد قادیانی،منکر حدیث غلام احمد پرویز، غیر مقلدین،محبّ روافض مودودی،اور منکرین حیاۃ النبی ﷺ مماتی گروہ کی طرح ہیں،جس طرح یہ لوگ ''ہمچوں ما دیگرے نیست، انا ولا غیری'' کے مریض تھے اسی طرح غامدی صاحب بھی اسی مرض کا شکار ہیں۔اس کی کتب عقائد ونظریات کے مطالعہ سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ جاوید احمد غامدی ذہنی آوارگی خود ثنائی خود پسندی کی دلدل میں پھنسا ہوا ہے، یہ شخص کج روی وگمراہی کی طرف کوشاں ہے۔اس زعم باطل میں گرفتار ہے کہ امت محمدیہ ساڑھے چودہ سو سال کے عرصہ دراز سے ضلالت وگمراہی کا شکار ہے اور میں ہی صرف صراط مستقیم پر گامزن ہوں۔

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ غامدی صاحب جادۂ حق اور دائرہ اطاعت سے باہر نکل گیا ہے۔عوام وخواص اس کے فریب وعیاری سے اجتناب کریں اور اہل حق کے ساتھ وابستگی رکھیں۔اللہ تعالی تمام مسلمانوں کو اس جدید فتنہ سے بچائے قرآن وسنت پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اللہ رب العزت نے پاک وہند میں جہاں علمائے دیو بند کو

قرآن وسنت کی خدمت کے لیے سرفراز فرمایا وہاں دین اسلام کے دفاع کے لیے بھی اسی جماعت کو منتخب فرمایا۔ چنانچہ فرق باطلہ کی سرکوبی واستحصال مقابلے ومباحثے مناظرے انہی حضرات نے کئے اور ہر دور میں ہر نئے اٹھنے والے فتنے کو پسپا اور رسوا کر کے اسلام کا پرچم بلند کیا ہے۔

''مجلّہ صفدر'' کے احباب کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطاء فرمائے جنہوں نے حال ہی میں ''فتنہ غامدی نمبر'' نکال کر عوام وخواص کو اس کی کج روی واختراعی عقائد ونظریات سے بروقت متنبہ کیا اور اس کا بھرپور سد باب کیا۔ اللہ تعالیٰ ''مجلّہ صفدر'' کی مساعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ عالی میں قبول فرمائے۔ (آمین)

☆......☆......☆......☆

حضرت مولانا غلام صادق مدظلہم [مدیر: النصیحہ، چارسدہ] کا تبصرہ

بسم الله الرحمن الرحيم. الحمد لله رب العلمين
والصلوة والسلام على خاتم النبيين وعلى آله وأصحابه أجمعين.

یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہے کہ وقت کے منافقین، باطن خراب اور اہل ہویٰ وخواہش نے ہمیشہ اپنے ابلیسی تلبیسات کو تحقیقات، گمراہ کن افکار وخیالات اور شیطانی تصورات کو اصلاح، ہم آہنگی رواداری اور وسعت نظری کا خوشنما ودلفریب نام دیکر امت مسلمہ میں فتنہ وفساد اور شکوک وشبہات کی راہ ہموار کی ہے۔ غرور وتکبر، اپنی خود ساختہ رائے ونظر، غلط فکر وخیال اور حقیقت سے کوسوں دور تاویلات کو حرفِ آخر ہی نہیں بلکہ نص قطعی کا درجہ دے کر خود کو علَم بردارانِ تحقیق، مصلحین، اصحابِ فکر ونظر، دانشور وسکالر سمجھتے ہیں۔ جبکہ ان کے دجل وفریب، کفر والحاد اور نفاق وزندقہ سے لوگوں کو آگاہ کرنے والے علماء وصلحاء اور خیر خواہانِ ملت کو جاہل، تنگ نظر، دقیانوسی خیالات کے پیروکار اور وقت کے تقاضوں اور ضروریات سے ناواقف وناخبر قرار دیتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کے لوگ رسول خدا ﷺ کے لائے ہوئے دین سے مطمئن نہیں ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ حالات وزمانہ کے مطابق شریعت محمدی کے قطعی احکام میں ردوبدل، ترمیم وتنسیخ اور محو و اثبات کا عمل جاری ہو اور ہر زمانہ میں اسلام کا نقشہ اور جدید ایڈیشن اس زمانہ کے مطابق وموافق رائج ہو۔ عصر حاضر میں مغرب سے متاثر یا مرعوب طبقہ اسی فکر وخیال کا حامل ہے۔ اس طبقے کی کوشش یہ ہے کہ اسلامی احکام وتعلیمات کی توضیح وتشریح اس انداز سے ہو کہ ان کی اسلامیت بھی متاثر نہ ہو اور مغرب کی مادر پدر آزاد تہذیب ومعاشرت کے ساتھ مطابقت وموافقت اور دین کو اپنی خواہشات کے تابع بنانے والے ملحدین کی حمایت وطرف داری اور وکالت وترجمانی بھی ہو جائے۔ ان کی تحریر وتقریر اور بحث ومباحثوں کا محور اور مرکزی

نقطہ اسلامی تہذیب ومعاشرت کی تردید وانکار، تضحیک وتوہین، شعائرِ اسلام کا مذاق اڑانا، اور مغربی تہذیب کی حمایت ووکالت اور اثبات وتائید ہوتا ہے۔

یہ لوگ اپنی آزاد خیالی وروشن خیالی کی اس مجرمانہ فکری روش میں نہ کسی صاحبِ تقویٰ کے وعظ و نصیحت کی پرواہ کرتے ہیں، نہ کسی اہل فتویٰ کے فتوی کی، نہ اِجماعِ اُمت کو درخورِ اعتنا سمجھتے ہیں، نہ قرآن وسنت کی متفقہ ومسلمہ تفسیر وتوضیح، بس اپنے تحقیق نما اوہام ووساوس کو حرفِ آخر سمجھ کر ان پر ڈٹے رہتے ہیں اور عنکبوت کے جالے سے کمزور تاویلات کا سہارا لیکر خود کو مجتہد ومجدّد سمجھتے ہیں۔ان بے راہوں کا مقصد وحید بس یہی ہے کہ دین پر صدقِ دل سے عمل کرنے والے صاف دل اور راسخ العقیدہ مسلمانوں کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا کرکے اُن کو اپنے دین ومذہب کے بارے میں مذبذب اور غیر مطمئن بنایا جائے۔

قرآن کی تفسیر وتوضیح میں حدیث وسنت کی پروا کیے بغیر عربی لغت کے کثیر المعنیٰ الفاظ میں سے اپنے خیال وخواہش کے مطابق کسی معنی کا تعین اور اس کو اپنی خواہش کے مطابق جامہ پہنانا، اپنے گمراہ کن مقصد ومطلب کے خلاف صحیح احادیث وروایات کو مجروح وضعیف کرکے ناقابل عمل اور ناقابل حجت قرار دینا، اجماعِ امت سے انکار اور سلف صالحین (صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور بعد کے قابل اتباع وتقلید اکابرین امت وائمہ دین) کی دیانت وتقویٰ اور للّٰہیت پر مبنی تحقیقات وتشریحات، عقائد ونظریات اور افکار وخیالات کی مضبوط وقوی عمارت کو کمزور ومنہدم کرنا ان کے سفر زندگی کی منزل مقصود ہے۔

مغرب کی گندی تہذیب ومعاشرت کی قرآن وسنت کی پاک ومقدس تعلیمات کے ساتھ مطابقت پیدا کرنا اور اس مقصد کے لیے شریعت کے واضح احکامات میں قطع وبرید اور تغیر ان کی زندگی کا محبوب مشغلہ ہے۔انبیاء کرام اور مقدس ہستیوں کی شان اقدس میں توہین وگستاخی، سب وشتم اور ہرزہ سرائی کرنے والوں کا دفاع کرتے ہوئے ان کے لئے شرعی سزا ختم کرکے شترِ بے مہار یا سگِ دیوانہ کی طرح آزاد چھوڑ دینا، ......مرتد کی شرعی سزا پر خطِ تنسیخ کھینچ کر مسلمانوں کو اپنے دین ومذہب چھوڑنے کا بھرپور موقع فراہم کرنا،...... شادی شدہ زانی مرد وعورت جیسے بدکاروں کے لیے سخت شرعی سزا ''حدِ رجم'' پر تیشہ چلا کر معاشرہ کے ان ناسوروں کے لیے رعایت ونرمی پیدا کرنا،......شرعی پردہ وحجاب کے بارے میں سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین کی قرآن وسنت سے اخذ شدہ توضیح وتشریح کو مسترد کرتے ہوئے مغربی تہذیب کے تناظر میں نام نہاد ''جدید تحقیق'' کے ذریعہ بے پردگی وبے حیائی کو رواج دینا،...... داڑھی جیسے شعائر اسلام کی عظمت واہمیت کو ختم کرکے اس کو ایک غیر ضروری عمل قرار دینا،......شیطانی عمل ''شراب نوشی'' کو معمولی جرم وگناہ قرار دینے کے لیے احادیث سے ثابت شدہ اسکی سزا ''حد شرب الخمر'' کو ختم کرنے کے درپے ہونا،......لباس

و پوشاک میں اسلامی وضع وقطع کی بجائے ننگی تہذیب کی عادات واطوار اور مماثلت ومشابہت میں نیم برہنہ طرز معاشرت اختیار کرنا اور اس کے لیے سند جواز تلاش کرنا،......خورد ونوش اور نشست وبرخاست میں غیر مسلم اقوام کی پیروی کو تقاضائے وقت قرار دینا،......اجماع امت سے انکار،......حیات اور رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام سے انکار،...... یہ اور اس قسم کی دیگر باطل وفاسد خیالات ونظریات ان ملحدین ومتجدّدِین اور مغرب کے وکیلانِ صفائی کی خدمات جلیلہ کے وہ خاص نقاط ہیں جن پر وہ شب وروز کام کر رہے ہیں۔

شاعر مشرق اقبال مرحوم سے معذرت کیساتھ ؎

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس طرح وکیلانِ مغرب بے تہذیب

اور ؎

لیکن مجھے ڈر ہے کہ یہ آوازۂ تجدید
مشرق میں ہو تہذیب مغربی کا بہانہ

راہِ ضلالت وگمراہی پر گامزن اِن ملحدین وکج طبیعت دانشوران وپیشوایانِ الحادو زندقہ، عہد قریب کے غلام احمد قادیانی، غلام احمد پرویز، سر سید احمد خان، امین احسن اصلاحی، عبداللہ چکڑالوی، اسلم جیراجپوری، وغیرہ سب کاروانِ دجل وتلبیس کے سرخیل اور مقدمۃ الجیش ہیں۔ موجودہ وقت کے جاوید احمد غامدی اور ان کے شاگرد خاص مولانا زاہد الراشدی کے صاجزادہ عمار خان ناصر بھی اِن بے راہوں کے پیروکاروں اور ہم کاروں میں نہ صرف شامل ہیں بلکہ ان کے ادھورے کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے بھرپور طریقے سے سرگرم عمل اور مصروف کار ہیں۔

چنانچہ اِن کج فہموں اور راہ حق سے بھٹکنے والوں نے اصلاح وتجدید کے نام سے ریسرچ وتحقیق کے ذریعہ اسلام کے شجرۂ طیبہ کی جڑیں کھوکھلی کرنے کے لیے قطعیات دین اور شعائر اسلام پر تابڑتوڑ حملے کیے۔ ریسرچ وتحقیق کے اِن علمبرداروں نے اسلام کے حسین وجمیل چہرے کو بدنما داغوں سے داغدار کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ جہل مرکب میں مبتلا اِن مبتدعین وزائغین کی اصلاح اور راہ مستقیم پر لانا نہ صرف مشکل بلکہ قریب بہ ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ مگر اللہ تعالی نے ہمیشہ علماء حقانی کے ذریعہ اپنے دین کی حفاظت کی ہے کہ انہوں نے ہر دور میں جذبۂ خیر خواہی کے تحت وقت کے فتنہ پروروں سے عامۃ المسلمین کو آگاہ کیا ہے اور فتنہ پروروں کے عزائم ومنصوبے خاک میں ملائے۔ تحریر وتقریر اور بحث ومناظرہ کے ہر میدان میں ان کا تعاقب ومؤاخذہ کا فریضہ انجام دیا ہے۔ انہیں علماء حق کے بارے میں ارشاد نبوی ہے کہ:

یحمل ھذا العلم من کل خلف عدولہ ینفون عنہ تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتاویل الجاھلین. [رواہ البیھقی (فی المدخل) مشکوۃ المصابیح]

یعنی ہر آئندہ آنے والی جماعت میں سے اس کے نیک نائبین اس علم کو حاصل کریں گے اور اس علم کے ذریعہ حدود سے گزرنے والوں کی تحریف اور باطل والوں کی خیانت وغلط انتساب اور جاہلوں کی تاویلات باطلہ کو دور کریں گے۔ اِس حدیث مبارک میں علماء حق کی ذمہ داریوں کی نشاندہی کی گئی ہے کہ دلائل کے ذریعہ اسلام کے خلاف ہر قسم کے فتنوں اور فتنہ پروروں کی سرکوبی، قلع وقمع اور سد باب کرنا ان کے فرائض منصبی میں سے ہے۔

اِس سلسلہ میں ''مجلّہ صفدر'' کے اصحابِ اہتمام وانتظام کی مساعی جمیلہ اور خدماتِ جلیلہ نہ صرف قابلِ تحسین بلکہ قابلِ اتباع وتقلید ہیں۔ جنہوں نے رسوائے زمانہ متجدد، نام نہاد سکالر اور منافقانہ انداز میں منکرِ حدیث ''مسٹر جاوید احمد غامدی'' اور ان کے اصول وفروع ''اساتذہ وتلامذہ'' کے الحاد وزندقہ، دجل وفریب اور گمراہ کن منافقانہ تلبیسات سے پردہ اٹھا کر ''فتنہ غامدی'' کے نام سے ایک ضخیم نمبر شائع کیا، جس میں انہوں نے مسٹر غامدی کے افکار وخیالات اور عقائد ونظریات کا' ملک کے اہل علم وفضل کے مضامین ومقالات کے ذریعہ بہتر انداز میں تعاقب ومؤاخذہ کیا ہے۔ اِس نمبر کی جلد اول (جو کہ ہمارے زیر نظر ہے) کل سات ابواب پر مشتمل ہے، جس میں غامدی کے متعلق تحریرات وآراءِ اکابر، تجدد پسندوں کے قلمی وعلمی فتنے، جاوید احمد کا تعارف وپس منظر، غامدی افکار کا تحقیقی محاسبہ، غامدی مذہب کا عمومی جائزہ، فتاوی جات جیسے دلکش عنوانات کے تحت اصحابِ علم ودانش اور ارباب قلم کے' معلومات وتحقیقات سے مالا مال نہایت پر مغز مضامین ومقالات شامل ہیں۔ جس پر بجا طور مجلّہ صفدر کے مدیر مولانا جمیل الرحمٰن عباسی صاحب، مدیر مسئول مولانا احسن خدامی اور مدیر جناب حمزہ احسانی تحسین وتبریک کے مستحق ہیں۔ ہم ادارہ ''مجلّہ صفدر'' کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالی اِن کی اِس جدوجہد اور سعی کو قبولیت سے نوازے۔

جلد اول کو دیکھ کر جلد دوم کے لیے بے تابی اور بے قراری ایک فطری امر ہے۔ ہمیں امید ہے کہ ادارہ دوسری جلد کی اشاعت سے قارئین کی بے تابی وبے قراری ختم کرے گا۔ جلد اول ۶۰۰ رصفحات پر مشتمل ہے۔ اعلیٰ ٹائٹل، بہترین جلد بندی، صاف وواضح کمپوزنگ اور ہر قسم کے ظاہری وباطنی حسن وزیبائش سے مزین ہونے کے ساتھ قیمت ۲۰۰ روپے نہایت مناسب ہے۔ ہم اپنے قارئین اور دیگر اہل ذوق ودانش سے درخواست کرتے ہیں کہ اس نمبر کو مولانا احسن خدامی مکان نمبر 4 گلی نمبر 82 محمود سٹریٹ محلّہ سردار پورہ اچھرہ لاہور سے طلب کر کے اپنے ساتھ ضرور رکھیں اور اس سے بھرپور فائدہ اُٹھائیں۔☆☆☆☆

تعارف وتبصرہ

احسن خدامی

متاثرینِ حُبِ یزید......کی خدمت میں ایک قیمتی تحفہ

مخدوم مکرم جناب میاں محمد رضوان نفیس صاحب حضرت اقدس حضرت سید نفیس شاہ صاحب رحمہ اللہ کے فیض یافتہ اوران کے خادم خاص ہیں، علم اوراہل علم سے گہری وابستگی ہے، اپنے شیخ کی طرح سرتاپا حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور حضرات اہل بیت کی عقیدت ومحبت میں ڈوبے ہوئے ہیں اور اسی پاکیزہ جذبے کے تحت ان پاکیزہ نفوس کے حالات اوران کے دفاع پر مبنی کتابیں وقتاً فوقتاً شائع کرتے رہتے ہیں، اللہ جل شانہ ان کے اس پاکیزہ جذبے میں برکت نصیب فرمائیں، انہیں حضرات صحابہ کرام اور حضرات اہل بیت عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اس خدمت کی بیش از بیش توفیق نصیب فرمائیں اورانہیں اُن کی محبتوں اوراطاعتوں سے تازندگی سرشار رکھیں۔

کچھ عرصہ قبل انہوں نے حضرت مولانا قاری ضیاء الحق صاحب کی کتاب ''یزید: اکابر اہل سنت کی نظر میں!'' شائع کر کے سنّی قوم پراحسان عظیم فرمایا تھا، مذکورہ بالا کتاب میں متقدمین ومتاخرین علمائے اہل سنت کا یزید کے بارے میں نظریہ حوالہ جات سمیت پیش کیا گیا ہے جبکہ جناب میاں محمد رضوان نفیس صاحب نے اس میں موجودہ دور کے اکابر علماء کرام کے بھی بہت سے حوالہ جات جمع کر کے اس کتاب کوایک جامع دستاویز بنادیا ہے۔

صحابہؓ واہل بیتؓ دونوں جناب رسول اللہ ﷺ کے عاشق زار اور آپ ﷺ کے چمن کے پاکیزہ پھول ہیں۔ دونوں سے محبت ہمارے ایمان کا حصہ اور دونوں کی عقیدت ہمارے لئے وسیلۂ نجات ہے۔ ان میں سے کسی ایک جنتی گروہ کی محبت جناب رسول اللہ ﷺ کی محبت ہے اور کسی ایک کا بغض وعناد دنیاوآخرت کی بربادی کا پیغام ہے۔ جس طرح شیعیت نے حضرات اہل بیتؓ کی عقیدت میں مشرکانہ غلو کر کے حضرات صحابۂ کرامؓ کی توہین وتنقیص کے راستے پر چلتے ہوئے جہنم کواپنا ٹھکانہ بنایا، اسی طرح خوارج نے حضرات صحابہ کرامؓ کی محبت کے پردے میں جناب رسول اللہ ﷺ کی پاک عترت کواپنے خبث باطن کا نشانہ بنا کر بدبختی کواپنا مقدر ٹھہرایا۔ بظاہر ایک دوسرے کے دشمن نظر آنے والے یہ دونوں گروہ نظریاتی اعتبار سے بالکل ایک جیسے ہیں اورانہیں ایک ہی سکے کے دورخ کہنا مبالغہ نہیں حقیقت ہے۔

شیعت اور خارجیت، دونوں کی دعوت اور دونوں کا طریقہ کار ایک ہی ہے، حضور رحمۃ للعلمین ﷺ کی پاکیزہ جنتی جماعت کو دو حصوں میں تقسیم کرنا اور پھر ایک گروہ کی شان میں غلو، دوسرے کی شان میں تنقیص کرنا۔اسی کا نام شیعت ہے، اسی کا نام خارجیت ویزیدیت ہے۔

شیعہ حضرات حضرت علی المرتضی شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ، جگر گوشۂ رسول حضرت فاطمہ الزہراءؓ اور حضرات حسنین کریمینؓ کی شان کو شرک کی حدود تک پہنچاتے ہوئے انہیں معصوم، مفترض الطاعۃ اور کارخانۂ قدرت کا مختارِ کل گردانتے، اور حضرات خلفائے ثلاثہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی گستاخی کا ارتکاب کرتے ہیں۔

خارجی ویزیدی حضرات حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور دیگر حضرات بنو امیہ کی شان میں انتہائی غلو کرتے ہوئے انہیں خطاء اجتہادی سے بھی معصوم مانتے اور حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا کے جنتی گھرانے کی توہین وتنقیص کے بہانے ڈھونڈ ڈھونڈ کر اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں، نیز حضرت امیر معاویہؓ کی محبت اور ان کے دفاع کا نام لے کر یزید پلید کو اپنا راہنما بناتے اور اس کی ناجائز وبے سروپا مدح سرائی کے قصیدے پڑھتے ہیں۔

دونوں گروہوں کی بنیاد محض خاندانیت اور نسل پرستی پر ہے، بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ دونوں نے اپنے اپنے خیال کے مطابق صحابہ کرامؓ کے پاکیزہ گروہ میں گویا ایک ایک ''ایم کیو ایم'' قائم کی ہوئی ہے۔ شیعت کی جذباتی افسانہ طرازی کا اول وآخر سرمایہ بنو ہاشم اور بنو فاطمہ ہیں، جبکہ خارجیت ویزیدیت نے اسی طرز پر بنو امیہ کو وہی مقام دلانے کے لئے تگ ودو شروع کر رکھی ہے جو شیعوں کے نزدیک بنو ہاشم اور اولاد علیؓ کا ہے۔اپنے پسندیدہ گروہ کے افراد کو مظلوم ٹھہرا کر اس کے لئے جذباتی ہمدردی پیدا کرنا اور دوسرے گروہ کے فضائل ومناقب کو پروپیگنڈا پر محمول کر کے اس کا مرتبہ کم کرنے کی کوشش کرنا دونوں فرقوں کا آزمودہ حربہ ہے جس سے تاحال دونوں استفادہ کرتے چلے آرہے ہیں۔

اس نسل پرستانہ جد وجہد میں دونوں گروہوں نے اپنے اپنے پسندیدہ خاندان کے افراد کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنے، اور دوسرے خاندان کے افراد کے فضائل ومناقب میں کمی کی کوشش میں اسلام کا جو حلیہ بگاڑا ہے، اس کی مثال امین ملت، سلطان المناظرین، حضرت مولانا امین صفدر اوکاڑویؒ کی زبانی بیان کردہ ایک لطیفے سے خوب سمجھ میں آتی ہے۔ایک پیر صاحب کے دو مرید تھے، جن کی آپس میں نہیں بنتی تھی، ایک مرتبہ وہ دونوں، پیر صاحب کی ایک ایک ٹانگ دبا رہے تھے، دباتے دباتے ایک مرید کی انگلی دوسرے کی ٹانگ کو لگ گئی تو دوسرے نے ناراض ہو کر پہلے والے کی ٹانگ پر تھپڑ مار دیا، پہلے کو غصہ آیا تو اس نے دوسرے کی ٹانگ پر مکہ دے مارا، دوسرا کلہاڑی اٹھا کر لے آیا اور کہنے لگا کہ آج میں نے اس کی ٹانگ نہیں

چھوڑنی، بلکہ کلہاڑی سے کاٹ دینی ہے، پیر صاحب بے چارے چیختے اور چلّاتے رہے کہ بھائی یہ اس کی ٹانگ نہیں، بلکہ میری ٹانگ ہے، مگر وہ بضد رہا کہ یہ دوسرے مرید کی ٹانگ ہے اور میں نے اس ٹانگ کو کاٹ کر ہی اس کو سبق سکھانا ہے۔ بعینہ اسی طرح شیعوں اور خارجیوں کے یہ دونوں بدبخت گروہ رسول اللہ ﷺ کی ان دونوں پاکباز جماعتوں میں سے ایک کو دوسرے کی جماعت قرار دے کر ان پر حملہ آور ہیں اور جناب رحمۃ للعالمین ﷺ کی ذات گرامی کو ایذاء پہنچانے کا سبب بن رہے ہیں۔

اہل السنّت والجماعت کی محبت اور عقیدت کا معیار اور محور محض خاندانیت یا نسل پرستی نہیں بلکہ ایمان، صحابیت، اور رسول اللہ ﷺ سے تعلق ہے۔ ہمارا ایمان اور عقیدہ ہے کہ جس جس کو ایمان کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا شرف ملا، آپ کے پیچھے نمازیں پڑھنے، آپ کی قیادت میں جہاد کرنے، آپ کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کا شرف حاصل ہوا، وہ سب جنتی، سب ہمارے مقتداء وراہنما اور سب ہمارے امام ہیں۔ ہماری عقیدت کی اصل اور بنیاد یہی ہے۔ اس ایمان اور صحابیت کی دولت پانے کے بعد جس کو جناب رسول اللہ ﷺ کی پاک ذات سے جتنا قرب اور تعلق ہے، ہماری عقیدت ومحبت میں اس کے لئے اتنا ہی اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔

شیعیت پر الحمد للہ سلف وخلف کی طرف سے کافی علمی کام ہو چکا ہے اور عموماً عوام الناس شیعیت کے فتنے سے آگاہ بھی ہیں، تاہم خارجیت کے موجودہ فتنے کے خلاف نہ صرف یہ کہ کام بہت کم ہوا ہے بلکہ سنّی اور دیوبندی حضرات ناسمجھی اور بے خبری کی بناء پر تیزی سے اس فتنے کا شکار بھی ہو رہے ہیں۔

ہر فتنے کے بیوپاریوں کا طرزِ عمل یہ ہے کہ وہ اپنے گندے اور غلیظ نظریات کو براہِ راست پیش کرنے کے بجائے اس پر کوئی خوبصورت سا بورڈ لگاتے ہیں اور اس بورڈ یا عنوان کی آڑ میں اپنی گندگی کو پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں۔

شیعہ حضرات کی دوکان میں فروخت کے لئے سامان تو بغض صحابہؓ کا رکھا ہے، تاہم یہ گندگی چونکہ کوئی مسلمان خریدنے پر آمادہ نہیں ہوسکتا، اس لئے وہ اس پر بورڈ حبِ اہل بیتؓ کا لگاتے ہیں، اور اہل بیتؓ کی محبت کے متلاشیوں کو اس دھوکے سے بغض صحابہؓ کا جام پلا کر ایمان کی دولت سے محروم کر دیتے ہیں۔

بریلوی حضرات نے یوں تو بدعات ورسومات کا لنگر خانہ کھول رکھا ہے، تاہم اگر بدعت کو بدعت ہی کے نام سے تقسیم کیا جائے تو کوئی بھی اسے لینے پر آمادہ نہیں ہوسکتا، لہٰذا وہ اس پر ''عشقِ رسول ﷺ'' کا لیبل لگاتے ہیں اور اسی عنوان سے لوگوں کو جمع کر کے انہیں بدعات ورسومات اور شرک کا گرویدہ بناتے ہیں۔

غیر مقلد حضرات کا مشن ائمہ مجتہدین اور فقہ کے بغض وعداوت کو عام کرنا ہے، تاہم چونکہ اس

پروڈکٹ کو اس کے اصل نام سے مشتہر کرنے میں اس کی مقبولیت کا کوئی امکان نہیں، لہٰذا وہ اسے ''عمل بالحدیث'' کے زریں عنوان سے سجا کر لوگوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

بالکل اسی طرح یزیدی حضرات ''بغض اہل بیت'' کی مہلک بیماری میں مبتلا ہیں اور اہل سنت والجماعت میں بھی اسی بیماری کا وائرس پھیلانا چاہتے ہیں، تاہم چونکہ ان کی اخلاقی جرأت انہیں اپنے اصل مشن کا اظہار کرنے کی اجازت نہیں دیتی، لہٰذا شیعیت کے نقش قدم پر چلتے ہوئے وہ بھی تقیہ کے اصول پر عمل کر کے اپنی جدوجہد کو ''دفاعِ صحابہ'' اور ''دفاعِ حضرت امیر معاویہ'' کا عنوان دیتے اور بالآخر اپنے دام میں پھنسنے والوں کو ''بغض اہل بیت'' کے گڑھے میں گرا دیتے ہیں۔ چونکہ دفاع صحابہؓ کے لئے سب سے زیادہ قربانیاں علمائے دیوبند کے فرزندوں نے دی ہیں۔ اس لئے فطری طور پر یزیدی حضرات کے پیش کردہ اس عنوان سے بھی زیادہ تر دیوبندی حضرات ہی متأثر ہو کر نا سمجھی میں یزیدیت وخارجیت کا شکار ہو جاتے ہیں۔

اگر ہم لوگ ہر نئے اٹھنے والے گروہ کی ظاہری دعوت، اس کی لفاظی، چکنی چپڑی باتوں اور پیچ در پیچ دلائل سے فوراً متأثر ہونے سے پہلے اس کے افکار ونظریات کو اپنے اکابر واسلاف کے افکار ونظریات کی کسوٹی پر پرکھ لیا کریں، اور خود ہی ہر ایک کے پیچھے چل نکلنے کے بجائے ایسے معاملات میں اپنے اکابر اور جید علمائے کرام پر اعتماد کر لیا کریں تو صحیح عنوان سے غلط نظریات پیش کرنے والی اس قسم کی تحریکیں کبھی بھی کامیاب نہ ہوسکیں۔ مگر جب ہر دو چار لفظ پڑھ لینے والا ہر کسی کے نظریات کا خود مطالعہ کر کے خود کو اس پر رائے دینے کا اہل سمجھنے لگے، اور پھر اپنی رائے کو حرفِ آخر سمجھ کر پوری قوت وشدت سے اس کی اشاعت میں مصروف بھی ہو جائے، اور جید علمائے کرام اس کو مسترد کریں تو ان کو بھی لکیر کے فقیر، تنگ نظر اور دقیانوس قرار دے کر اناولاغیری کی بانسری بجانے لگے، تو اس طرزِ عمل سے فتنوں کی فصل نہ لہلہائے گی تو اور کیا ہوگا؟

اسلام کے دامن میں بہت سی عظیم شخصیات ہیں اور ان شخصیات سے اہل اسلام کو والہانہ عقیدت و محبت بھی ہے، اس عقیدت ومحبت سے شرور وفتن کے بیوپاری خوب ناجائز فائدہ اٹھاتے اور سادہ لوح مسلمانوں کو بہکا کر گمراہ کرتے ہیں۔ ان کا طریقۂ واردات یہ ہوتا ہے کہ وہ کسی بھی عظیم شخصیت کی محبت کا ایک غلط، بے سروپا اور من گھڑت معیار مقرر کرتے ہیں، اور پھر اس معیار پر پورا نہ اترنے والوں کو خود ہی اس شخصیت کا دشمن اور گستاخ قرار دے دیتے ہیں۔

بریلوی حضرات پہلے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر، مختار کل اور عالم الغیب ماننے کو آپ ﷺ کی محبت کا خود ساختہ معیار بناتے ہیں، اور پھر اس معیار پر پورا نہ اترنے والوں کو بلا تردد گستاخ رسول کہتے ہیں۔

شیعہ حضرات کے نزدیک چونکہ حضرات امیر المؤمنین حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ، خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا اور حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی محبت کا مطلب انہیں انبیاء سے افضل، معصوم، مفترض الطاعۃ اور مختارِ کل سمجھنا ہے، لہٰذا وہ ہمیں حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرات حسنینؓ کا گستاخ ہی گردانتے اور اس بنیاد پر ہم پر لعن طعن اور دشنام طرازی کے مشغلے میں مصروف رہتے ہیں۔

فتنہ مماتیت کے دلدادوں کے ہاں چونکہ توحید کا مطلب قبر کی زندگی اور سماع موتی کا انکار ہے، لہٰذا حیات فی القبر یا سماع موتی کے قائلین کو وہ بلا تکلف مشرک گردانتے ہیں۔

خارجی و یزیدی بھی یہی داؤ کھیلتے ہیں: ان کے نزدیک حضرت امیر معاویہؓ کی محبت کا معیار انہیں قرآن کی موعودہ خلافت راشدہ کا مصداق ماننا اور خطأ اجتہادی سے معصوم سمجھنا ہے۔ جمہور اہل السنّت والجماعت چونکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلافت راشدہ موعودہ کا مصداق نہیں سمجھتے، نیز مشاجرات صحابہؓ میں حضرت امیر معاویہؓ سے خطأ اجتہادی صادر ہو جانے کے قائل ہیں، لہٰذا یہ یزیدی ٹولہ اس بناء پر تمام سنّی مفسرین، محدثین، فقہاء، متکلمین رحمہم اللہ کو بلا تکلف شیعہ اور گستاخ صحابہ قرار دے کر ان پر سب وشتم اور تبرأ کرتا نظر آتا ہے۔

بہر حال سنّی مسلمانوں کے لیے اس خارجی فتنے کو سمجھنا اور اس کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا ضروری ہے۔ اس مقصد کے لیے جناب میاں محمد رضوان نفیس صاحب کی یہ کتاب انتہائی مفید ہے اور سنّی مسلمانوں کو ان کا مطالعہ ضرور کرنا چاہئے۔ اگر چودہ سو سالہ امت کے علماء وفقہاء اور محدثین ومفسرین کی کچھ وقعت واہمیت دل میں باقی رہ گئی ہو تو متاثرین حب یزید کے لئے یہ کتاب تریاق کی حیثیت رکھتی ہے۔

کتاب میں جن اکابر اہلِ سنت کا موقف درج کیا گیا ہے، اُن کے اسماء گرامی بمع مختصر تعارف مجلّہ صفدر کے شمارہ نمبر پینتالیس (۴۵) میں شائع ہو چکے ہیں۔ اس لیے اُن کے اعادہ کی حاجت نہیں۔

عمدہ کاغذ، صاف پرنٹنگ، مضبوط جلد، ۳۰۸ صفحات پر مشتمل یہ کتاب درج ذیل نمبر پر رابطہ کر کے منگوائی جا سکتی ہے۔ (0300-4183709) نیز مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور سے بھی دستیاب ہے۔ ☆☆☆☆

وفیات

حضرت مولانا عبد الصمد مدظلہم [معاون مہتمم: دار العلوم مدنیہ، بہاول پور] کے بھائی حاجی سلیم صاحبؒ

مولانا قاری رشید احمد صدیقی صاحب [تلہ گنگ] کے والد گرامیؒ

قارئین سے مرحومین کی مغفرت اور پس ماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کی درخواست ہے۔ [ادارہ]

احسن خدامی

دفعہ ایک سو چوالیس (۱۴۴)

یہ مُلّا ایک اللہ سے ہی ڈرتا ہے، اِسے پکڑو!
محمد مصطفیٰ ﷺ سے پیار کرتا ہے، اِسے پکڑو!

یہ جمہوری عقیدے کو مقدس کیوں نہیں کہتا؟
فقط اِسلام کا اِعلان کرتا ہے، اِسے پکڑو!

برا کوئی کہے اِس کے نبی کو تو، یہ کہنے دے
ذرا سی بات پر دنیا سے لڑتا ہے، اِسے پکڑو!

ذرا سے برف کے تودے تلے اِس کو دبایا ہے
یہ آخر کیوں سسکتا ہے؟ ٹھٹھرتا ہے، اِسے پکڑو!

نمک جو ڈال بیٹھے ہیں ذرا سا اِس کے زخموں پر
یہ ہاؤ ہو مچاتا، شور کرتا ہے، اِسے پکڑو!

یہ لندن اور واشنگٹن کی پوجا کیوں نہیں کرتا؟
یہ کیوں مکہ مدینہ پر ہی مرتا ہے، اِسے پکڑو!

پریشاں کیوں ہمیں کرتا ہے تکبیرِ مسلسل سے؟
اِسے کہہ دو کہ امریکہ بگڑتا ہے، اِسے پکڑو!

صحابہؓ پر جو ہو سبّ وشتم تو اِس کو کیا مطلب
یہ ناحق کیوں اُچھلتا ہے؟ بپھرتا ہے، اِسے پکڑو!

یہ ٹھیکے دار لگتا ہے؟ یہ تھانے دار بنتا ہے
یہ دانشور کی غلطی کو پکڑتا ہے، اِسے پکڑو!

یہ وطن وقوم کے اصنام پر جاں کیوں نہیں دیتا؟
رسول اللہ کی حرمت پہ مرتا ہے، اِسے پکڑو!

یہ بداَخلاق بمباری ہماری کیوں نہیں سہتا؟
یہ غنڈہ ہاتھ میں پتھر پکڑتا ہے، اِسے پکڑو!

یہودی لے گئے اقصیٰ تو کیا تکلیف ہے اِس کو؟
یہ ہر دو جے محلے کود پڑتا ہے، اِسے پکڑو!

اَبے دوڑو! اَرے بھاگو! اِسے پکڑو! یہ احسن ہے
یہ جو جی چاہتا ہے کہہ گذرتا ہے، اِسے پکڑو!